Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم   نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم   وَعَلٰی عَبدِہِ المَسِیحِ المَوعُود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian
www.alislam.org/badr

شمارہ 47

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
40 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 45 یورو

27 ذوالحجہ 1432 ہجری قمری۔ 24 نبوت 1390 ہش۔ 24 نومبر 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو

ارشاد باری تعالیٰ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ۔ (سورۃ اٰل عمران:۹۳)

ترجمہ: تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اسکو خوب جانتا ہے۔

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِیْ اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

ترجمہ: اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو وہ کہے اے میرے ربّ! کاش تو نے مجھے تھوڑی سی مدّت تک مہلت دی ہوتی تو میں ضرور صدقات دیتا اور نیکو کاروں میں سے ہو جاتا۔ (سورۃ المنافقون:۱۱)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ ......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سایہ میں رہے گا'' (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۴۸)

☆ ......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی اور اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اسے بڑھاتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک بڑا جانور بن جاتا ہے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ من کسب طیب)

☆ ......حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا بھی ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب انفاق المال فی حقہ)

فرمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

''میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا جو اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے دور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۹۸)

''قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجا لاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم ﷺ، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۵۸ الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء)

''میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان و عرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپکو اور آپ کی ذرّیت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت و طاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۱۶)

120 واں جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ 26-27-28 دسمبر 2011 بروز سوموار، منگلوار، بدھوار

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 120 ویں جلسہ سالانہ قادیان کی ازراہ شفقت منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلسہ مورخہ 26-27-28 دسمبر 2011 بروز سوموار۔ منگلوار اور بدھوار منعقد ہوگا۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس للہی اور بابرکت جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ احباب جماعت بالخصوص زیر تبلیغ افراد کو اس جلسہ میں شرکت کی تحریک کرتے رہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ نیز جلسہ سالانہ کی نمایاں کامیابی اور ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

تحریک جدید کے 78 ویں سال کا آغاز اور ہماری ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنین کی جو علامات بیان فرمائی ہیں اُن میں سے ایک علامت یہ ہے کہ مومنین راہ حق میں اپنی جان اور مال کو قربان کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ o تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (سورۃ الصّف آیت نمبر 11و12)

اس آیت میں بیان فرمودہ علامات کے اولین مصداق سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہ کرامؓ ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مومنین کی ایسی قابل رشک اور فدائی جماعت عطا فرمائی جو ہر آن اور ہر لحہ اپنا تن من دھن آپؐ کے ایک اشارہ پر قربان کرنے کے لئے نہ صرف تیار رہتے تھے بلکہ اس میدان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں ہر دم حریص رہتے تھے۔ جان کا نذرانہ پیش کرنے کا سوال ہو، یا اپنے اموال راہ خدا میں پیش کرنے کا موقع ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ جاں نثار صحابہ اس میدان میں یکتا و یگانہ تھے اور اپنی مثال آپ تھے اور جب تک یہ جذبۂ قربانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے بعد امت مسلمہ میں نسلاً بعد نسل قائم رہا اس وقت تک مسلمان ہر میدان میں ترقی کی منازل طے کرتے رہے۔ کامیابیاں اور کامرانیاں ان کے قدم چومتی رہیں لیکن جب بدقسمتی سے مسلمانوں نے اپنے اسلاف کی قربانیوں کو بھلا دیا اور دین کی محبت کی جگہ دنیا اور مافیھا کی محبت ان کے دلوں پر غالب آگئی تو رفتہ رفتہ مسلمان قعر مذلت میں گر گئے اور ان کی شان وشوکت اور رعب و دبدبہ جاتا رہا حتیٰ کہ اسلام از سر نو غریب الوطنی اور کسمپرسی کے دور میں چلا گیا۔

تب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اور سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق اسلام کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھتے ہوئے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو دین اسلام کے احیاء اور اس کے عالمگیر غلبہ کے لئے امام مہدی اور مسیح موعود بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے خدائی بشارات اور وعدہ جات کے مطابق ایک الٰہی جماعت کی اسلام کی سربلندی اور اشاعت کے لئے بنیاد رکھی۔ یہ جماعت بھی قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح صدق و وفا سے بھری بے لوث قربانی کرنے والی جماعت ہے۔ آپ نے اپنے متبعین کو انفاق فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

’’ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل کرتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے...... ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہئے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔‘‘ (کشتی نوح صفحہ 74)

چنانچہ اس اعلان کے سنتے ہی صدق و وفا سے بھری خالص اور دلی محبوں کی اس پیاری جماعت نے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسی بے مثال مالی قربانیوں کا مظاہرہ کیا ہے کہ آج سے چودہ سو سال قبل کی جانے والی صحابہ رسولؐ کی قربانیوں کی یاد تازہ ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی پیاری جماعت کو مالی قربانی کی اہمیت اور اس کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

’’اے مخلصو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں کو قوت بخشے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو ثواب حاصل کرنے اور امتحان میں صادق نکلنے کا یہ موقع دیا ہے مال سے محبت مت کرو کیونکہ وہ وقت آتا ہے کہ اگر تم مال کو نہیں چھوڑتے تو وہ تمہیں چھوڑ دے گا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۸۱۳)

نیز فرماتے ہیں:

اے عقلمندو! خدا کے راضی کرنے کا یہ وقت ہے کہ پھر نہیں ملے گا...... خدا کی راہ میں صدق دل سے خدمت کیلئے حاضر ہو جانا ایک ایسا مبارک امر ہے جو در حقیقت تمام مشکلات اور آفات کا علاج ہے پس جس کو یقین ہے کہ خدا برحق ہے اور دین و دنیا میں اس کی عنایت کی حاجت ہے اس کو چاہئے کہ اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دے اور بخل کے دق میں مبتلا ہو کر اس ثواب سے محروم نہ رہے اور جو اس عالی سلسلہ میں داخل ہونے کیلئے وہی لائق ہے جو ہمت بھی عالی رکھتا ہو اور نیز آئندہ کیلئے ایک تازہ اور سچا عہد خدا تعالیٰ سے کر لے کہ وہ حتی الوسع بلا ناغہ ہر ایک مہینہ میں اپنی مالی امداد سے ان دینی مشکلات کے رفع کرنے کیلئے سعی کرتا رہے گا۔ یہ منافقانہ کام ہے کہ اگر کوئی مصیبت پیش آوے تب خدا اور اہل خدا یاد آجائیں۔ اور جب آرام اور امن دیکھیں تو لا پروا ہو جائیں۔ خدا غنی بے نیاز ہے اس سے ڈرو اور اس کا فضل پانے کیلئے اپنے صدق کو دکھلاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۶۱)

امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مقدس جماعت نے حضور کی آواز پر لبیک کہا اور حضور کی وفات کے بعد آپ کے مقدس خلفاء کرام نے جب کبھی مالی تحریک کی جماعت کو آواز دی جماعت نے پہلے سے بڑھ کر اپنی حیثیت دکھائی اور قربانی کے وہ نمونے قائم فرمائے کہ دنیا محو حیرت ہے۔ مذاہب کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مسلسل مالی قربانی کا جو نمونہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے حضور ہر سال اضافہ کے ساتھ پیش کر رہی ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ یہی ایک دلیل اس جماعت کے خدائی جماعت ہونے کی کافی ہے۔ ساری دنیا اقتصادی بحران کا رونا رو رہی ہے مگر خدا تعالیٰ کے پیارے مسیح کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے قربانی کے وہ نمونے پیش کر رہی ہے کہ عقل حیران و پریشان ہے۔ لازمی چندہ جات کے ساتھ ساتھ مجموعی طور پر جماعت احمدیہ نے ہر چندہ میں اضافہ کیا ہے اور اس کا نمونہ ہمیں تحریک جدید میں نظر آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہیں تو اور کیا ہے؟

تحریک جدید وہ عظیم الشان تحریک ہے جس کی بنیاد جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعودؓ نے خدا تعالیٰ کے اذن سے 1934ء میں رکھی۔ اس تحریک کے ذریعہ آپ نے جماعت کو روحانی، مالی قربانی کے میدانوں میں بڑھنے کا موقع عنایت فرمایا۔ چنانچہ اس تحریک کے متعلق آپ خطبہ جمعہ (فرمودہ 26 نومبر 1937ء) میں فرماتے ہیں کہ:

’’تحریک جدید کے تمام مطالبات پر عمل کرنے والے صفاتِ الٰہیہ کے مظہر بن سکتے ہیں‘‘۔

الحمد للہ جماعت احمدیہ نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا لیکن قرب الٰہی کے میدان کبھی ختم نہیں ہوتے۔ جو شخص نیکی کے میدان میں جس قدر زیادہ قدم بڑھاتا ہے اُسی قدر زیادہ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مستحق ہوتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے انعامات کے حصول کے لئے ہمیں تحریک جدید میں پہلے سے بڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔

بانیٔ تحریک جدید حضرت مصلح موعودؓ اس تحریک کے متعلق افراد جماعت خصوصا قادیان کے رہنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’قادیان والوں کی ذمہ داری دوسری جماعتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ جو لوگ مرکز میں رہتے ہیں ان کا فرض بھی دیگر باہر رہنے والوں سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ خانۂ کعبہ کی حفاظت اور تطہیر ہر ایک مسلمان کے ذمہ ہے مگر قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اُس نسل کو خاص طور پر مخاطب کیا گیا ہے جو مکہ میں رہنے والی تھی اور اُسے کہا گیا کہ تمہارے لئے خانۂ کعبہ کی تطہیر فرض مقرر کی جاتی ہے۔ چنانچہ فرمایا اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ گو طائف یعنی جو مکہ میں طواف کرنے والے تھے ان کے لئے بھی خانہ کعبہ کی تطہیر ضروری تھی مگر خدا تعالیٰ نے خصوصیت سے اُن لوگوں کو مخاطب فرمایا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے مکہ میں رہتے تھے کیونکہ اُس وقت وہی نسل تھی دوسرے لوگ مکہ میں نہیں تھے۔ اسی طرح جو لوگ قادیان میں رہتے ہیں یا کسی اور جگہ رہتے ہیں جس کو خدا تعالیٰ نے مقدس قرار دیا یا جہاں کے لوگوں کو دوسروں سے زیادہ ذمہ داری اُٹھانی ہوئی ہوتی ہے وہاں کے رہنے والوں پر دوسروں سے زیادہ ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اور ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ خواہ وہ بوجھ سے دوسروں سے زیادہ دبے ہوئے ہوں، پھر بھی وہ زیادہ قربانیاں کریں اور زیادہ ایثار کے نمونے دکھائیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری 1937ء مطبوعہ الفضل 19 فروری 1937ء)‘‘

حضرت مصلح موعودؓ تمام افراد جماعت کو اس تحریک میں شمولیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’پس وہ جو مالی وسعت رکھتے ہیں میں اُن سے کہتا ہوں کہ اپنی زندگی کے دن اچھے بنالو اور ثواب کا جو یہ موقع ہے اس سے فائدہ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لو اور جو لوگ پہلے سے بھی زیادہ بوجھ اُٹھانے کی طاقت رکھتے ہیں میں اُن سے کہتا ہوں کہ تم نے پہلے بھی ثواب کمایا اور اب اور ثواب کما لو کہ خدا نے تمہارے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دیئے۔ مگر وہ جو طاقت رکھنے کے باوجود اس میں حصہ نہیں لیتا اُس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہر شخص جو ثواب حاصل کرنے کا آرزو مند ہے، اس سے میں کہتا ہوں کہ ثواب کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں آگے بڑھو اور ان دروازوں میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لو۔ بے شک یہ چندہ نفلی ہے مگر رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ نوافل کے ذریعہ ہی خدا تعالیٰ کا قرب انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ پس جو شخص چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرے وہ اس نفل کے ذریعہ اُس کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔‘‘

شاملین تحریک جدید کے حق میں دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس موقع کو غنیمت سمجھو اور خدمت اسلام کیلئے اپنے مالوں کو قربان کرو۔ جو شخص تکلیف اُٹھا کر اِس خدمت میں حصہ لے گا میں اُس کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا کر چکے ہیں کہ اے خدا! وہ شخص جو تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اُس پر اپنے خاص فضلوں کی بارش نازل فرما اور آفات اور مصائب سے اسے محفوظ رکھ۔ پس وہ شخص جو اس تحریک میں حصہ لے گا اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا سے بھی حصہ ملے گا اور پھر میری دعاؤں میں بھی وہ حصہ دار ہو جائے گا‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری 1937ء مطبوعہ الفضل 19 فروری 1937ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی پاک نصائح پر چلتے ہوئے آپ کی ان پاک نصائح پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ ہفتہ لجنہ اماء اللہ جرمنی اور خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماعات منعقد ہوئے اور ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دکھانے کا باعث ہوئے۔

ذیلی تنظیمیں یاد رکھیں کہ اگر حقیقت میں اجتماع میں شامل ہونے والوں اور ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ سے سننے والوں پر دنیا میں کہیں بھی کوئی اثر ہوا ہے تو یہ لوہا گرم ہے۔ اس کو اُس مزاج کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں جس مزاج کو پیدا کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا ہے۔

اگر آپ ان باتوں کی جُگالی نہیں کرتے رہیں گے، اگر ذیلی تنظیمیں میری طرف سے کہی گئی باتوں کی ہر وقت جُگالی نہیں کرواتی رہیں گی تو پھر کچھ عرصہ بعد یہ باتیں، یہ جوش، یہ شرمندگی کے جو اظہار ہیں یہ ماند پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔

جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے منسوب ہوتے ہیں تو تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہم پر ڈالی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آپ کی اُمّت کے بارہ میں خوشخبریاں عطا فرمائی تھیں ان میں وہ مرکزی خوشخبری، وہ بنیادی اہمیت کی چیز جس پر اُمّت کی ترقی کا مدار ہے وہ خلافت ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23 ستمبر 2011ء بمطابق 23 تبوک 1390 ہجری شمسی بمقام گروس گیراؤ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ ہفتہ لجنہ اماء اللہ جرمنی اور خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماعات منعقد ہوئے اور ہمیشہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دکھانے کا باعث ہوئے۔ مجھے جو خدام اور خواتین کے خطوط آ رہے ہیں، اُن سے لگتا ہے کہ اُن کو جو بھی باتیں مَیں نے کیں، کہیں، ان باتوں نے اُن کے اندر کی جو سعید فطرت تھی اُس کو جھنجوڑا ہے، اور یہی ایک احمدی کی خوبی ہے اور ہونی چاہئے کہ جب بھی اُنہیں اللہ تعالیٰ کے حکم ذَکِّر کے تحت نصیحت کی جائے، یاددہانی کروائی جائے تو وہ اُس پر کان دھرتے ہیں۔ اور ایک اچھی تعداد افرادِ جماعت کی نصیحت پر، یاددہانی پر، مؤمنانہ رویّہ دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی اس تعریف کے تحت آتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا (الفرقان:74) یعنی اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیات یاد دلائی جائیں تو ان سے وہ بہروں اور اندھوں کا معاملہ نہیں کرتے۔ یہ نہیں کہتے کہ ہم نے تو سنا ہی نہیں کہ کیا کہا ہے اور وہاں کیا ہو رہا تھا، کس قسم کا ماحول تھا۔ بلکہ اگر کمزور ہیں تو ندامت اور احساسِ شرمندگی ہوتا ہے۔ اگر پہلے سے اپنی کوشش نیکیوں میں بڑھنے کی کر رہے ہیں تو ان نصائح اور باتوں کو سن کر ان پر عمل کرنے کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کرتے ہیں۔

اس اجتماع میں دونوں طرف تقریباً نصف جماعت کی حاضری تو تھی۔ اگر حاضر ہونے والوں کی اکثریت اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے والی بن جائے تو جو انقلاب دنیا کی اصلاح کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام لانا چاہتے تھے اور جو انقلاب اُن کی جماعت کو لانا چاہئے اُس میں یہ لوگ مددگار بننے کا کردار ادا کرنے والے ہوں گے۔ اکثریت میں نے اس لئے کہا ہے کہ یقیناً ایسے بھی بیچ میں بیٹھے ہوتے ہیں جو زیادہ اثر نہیں لیتے، لیکن جنہوں نے اثر لیا ہے، اپنے جائزے لئے ہیں، مجھے خطوط لکھے ہیں وہ بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ ان باتوں کی جُگالی نہیں کرتے رہیں گے، اگر ذیلی تنظیمیں میری طرف سے کہی گئی باتوں کی ہر وقت جُگالی نہیں کرواتی رہیں گی تو پھر کچھ عرصہ بعد یہ باتیں، یہ جوش، یہ شرمندگی کے جو اظہار ہیں یہ ماند پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔

پس ذیلی تنظیمیں یاد رکھیں کہ اگر حقیقت میں اجتماع میں شامل ہونے والوں اور ایم ٹی اے کے ذریعے سے سننے والوں پر دنیا میں کہیں بھی کوئی اثر ہوا ہے تو یہ لوہا گرم ہے اس کو اُس مزاج کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں جس مزاج کو پیدا کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا ہے۔

ایم۔ٹی۔اے پر سننے والوں کی مَیں نے بات کی ہے تو اُن کی طرف سے بھی مجھے اظہارِ جذبات کے خطوط مل رہے ہیں بلکہ بعض بچوں کے والدین کے تاثرات بھی مل رہے ہیں کہ ہمارے بچوں نے، اطفال نے آپ کا خطاب سنا تو اُن دس گیارہ سال کے بچوں کے چہروں پر شرمندگی کے آثار تھے۔ بلکہ ایک بچے کی ماں نے مجھے بتایا کہ میرا بچہ جب خطاب سُن رہا تھا تو اُس نے منہ کے آگے cushion رکھ لیا کہ میں بعض وہ باتیں کرتا ہوں جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ میرے متعلق کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ ٹی۔وی پر مجھے دیکھ دیکھ کر یہ باتیں کر رہے ہیں، خطاب کر رہے ہیں تو مَیں نے منہ چھپا لیا کہ نظر نہ آؤں۔

پس یہ سعید فطرت ہے، یہ وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کے بچوں میں بھی پیدا کی ہوئی ہے کہ نصیحتوں پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے بلکہ شرمندہ ہو کر اپنی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ بعضوں نے اپنے موبائل فون بند کر دیئے ہیں۔ سکول میں بیٹھ کر بجائے پڑھائی پر توجہ دینے کے بعض بچے اس سوچ میں رہتے تھے کہ ابھی بریک ہوئی یا ابھی چھٹی ہو گی تو پھر اپنے موبائل پر کوئی گیم کھیلیں گے یا اور اس قسم کی فضولیات میں پڑ جائیں گے جو فونوں پر آجکل مہیا ہوتی ہیں۔ اب جب میری باتیں سنی ہیں تو انہوں نے کہا یہ سب فضولیات ہیں، ہم اب اس کو استعمال نہیں کریں گے، ان کھیلوں کو نہیں کھیلیں گے۔ یہ کھیلیں ایسی ہیں جو صحت نہیں بناتیں، جو دماغی ورزش بھی نہیں ہے بلکہ ایک نشہ چڑھا کر مستقل انہی چیزوں میں مصروف رکھتی ہیں، ایک پاگل پن (یا انگلش میں جسے craze کہتے ہیں) وہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم صرف اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے۔ جو ہوشمند اور بڑے ہیں اُن کو تو خود اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور مستقل مزاجی سے ان جائزوں کی ضرورت ہے۔ ان جائزوں کو لیتے چلے جانا ہے اور اسی طرح والدین کو مستقل اپنے بچوں کو یاددہانی کروانے کی ضرورت ہے کہ جب ایک اچھی عادت تم نے اپنے اندر پیدا کر لی ہے تو پھر اُسے مستقل اپنی زندگی کا حصہ بناؤ۔ ماحول سے متاثر نہ ہو جاؤ۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے لئے عارضی خوشیاں کوئی خوشیاں نہیں ہیں بلکہ جب تک ہماری خوشیاں، ہماری نیکیاں، ہمارے اندر پاک تبدیلیاں، ہمارے اندر مستقل رہنے کا ذریعہ نہیں بنتیں ہم چین سے نہیں بیٹھ سکتے۔ جبتک ہم مستقل اپنی حالتوں کے جائزے نہیں لیتے رہتے، ہم عظیم انقلاب کا حصہ نہیں بن سکتے۔ پس جیسا کہ مَیں نے اجتماع میں بھی کہا تھا کہ اچھے معیار حاصل کر لینا پہلے سے زیادہ فکر کا باعث بنتا ہے، خود ہر فردِ جماعت

پر بھی، ذیلی تنظیموں پر بھی اور نظامِ جماعت پر بھی پہلے سے زیادہ ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔

اس مرتبہ مَیں لجنہ سے اس لحاظ سے بھی متاثر ہوا ہوں کہ بچیاں بھی اور خواتین بھی بڑی خاموشی سے اور توجہ سے میری لجنہ میں جو تقریر تھی اُسے سنتی رہی ہیں۔ عموماً میں عورتوں کے مزاج کی وجہ سے کوشش کرتا ہوں کہ چالیس پینتالیس منٹ میں اپنی بات ختم کردوں اس سے زیادہ وقت نہ لوں لیکن اس مرتبہ لجنہ کے اجتماع پہ جب میں نے وقت دیکھا تو تقریباً سوا گھنٹہ گزر چکا تھا۔ لیکن چھوٹی بچیاں بھی، جوان بچیاں بھی، بڑی عمر کی عورتیں بھی پورا وقت بڑے انہماک سے میری باتوں کو سنتی رہی ہیں۔ خدا کرے کہ میری باتیں اُن پر اثر ڈالنے والی بھی ہوں۔ یعنی مستقل اثر ہو اور لجنہ کی تنظیم اس بات پر خوش نہ ہو جائے کہ ہمارا اجتماع بڑا اچھا ہوا اور ہماری تعریف ہو گئی، بلکہ مستقل اور مسلسل عمل کے لئے ان باتوں کو اپنے لائحہ عمل میں شامل کریں۔ عہدیدار اپنے بھی جائزے لیں اور ممبروں کے بھی جائزے لیں تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مددگار بن سکتے ہیں۔ تبھی ہم اُس زمانے میں شمار ہونے والے کہلا سکیں گے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت ایک مبارک اُمّت ہے یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اِس کا اوّل زمانہ بہتر ہے یا آخری۔ (ترمذی کتاب الامثال باب 6 حدیث نمبر 2869) (یعنی دونوں زمانے اپنی الگ الگ شان رکھنے والے ہیں)۔

یہ آخری زمانہ کونسا ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو پہلے زمانے کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑا ہے۔ یہ زمانہ جو آخری زمانہ ہے یہ آخرین کا زمانہ ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور غلام صادق نے مبعوث ہو کر آخرین کو اوّلین سے ملانا تھا۔ دین کو ثریا سے واپس لانا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت کو دنیا پر قائم کرنا تھا۔ اس کا نعوذ باللہ یہ مطلب نہیں ہے کہ مقام کے لحاظ سے آنے والا جو نبی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہوگا اور یہ پہچان مشکل ہو جائے گی کہ یہ بہتر ہے یا وہ بہتر ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک آقا ہے اور دوسرا غلام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح مَیں نے اپنے زمانے میں ایک اندھیرے زمانے کے بعد، ہدایت کی روشنی دنیا میں پھیلائی جس کا مسلم کی حدیث میں ایک جگہ یوں ذکر ملتا ہے، بہت ساری حدیثیں ہیں اس بارے میں، ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت عمران بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر وہ جو اُن کے بعد آئیں گے۔ عمران کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے دو دفعہ یا تین دفعہ فرمایا۔ بہر حال آپ نے اس کے بعد فرمایا۔ ان لوگوں کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو بن بلائے گواہی دیں گے، خیانت کے مرتکب ہوں گے، دینداری چھوڑ دیں گے، نذریں مان کر پوری نہیں کریں گے۔ عہد کے پابند نہیں رہیں گے اور عیش و آرام کی وجہ سے موٹاپا اُن پر چڑھ جائے گا۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم......حدیث نمبر 6475)

پس ایسے لوگوں کے بعد پھر جیسا کہ دوسری حدیثوں سے بھی ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جو اُمّتِ مسلمہ پر سے اندھیروں کے بادل چھٹنے کا زمانہ ہو گا۔ جس میں آخرین میں مبعوث ہونے والا مسیح و مہدی اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے ساتھ جگہ جگہ روشنی کے مینار کھڑا کرتا چلا جائے گا اور ہر طریق سے راہِ ہدایت کے پھیلانے کے سامان کرتا چلا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اس طرح بھی بیان فرمایا ہے کہ جو دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ہوا، جو ہدایت کی نعمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنے کمال کو پہنچی وہ اس زمانے میں جبکہ ذرائع اور وسائل نے دنیا کو قریب لا کر جسے انگریزی میں کہتے ہیں کہ Global Village بنا دیا ہے، رابطوں کی وجہ سے تمام کرّہ ارض ایک شہر بن گیا ہے۔ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی کامل ہدایت کی تکمیلِ اشاعت ہو رہی ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تکمیلِ ہدایت کا زمانہ تھا اور مسیح محمدی کا زمانہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا زمانہ ہے۔ پس چاہے اُمّت کا اوّل زمانہ ہو یا اُمّت کا آخری زمانہ۔ دونوں زمانے اس لئے مبارک ہیں کہ ان دونوں زمانوں کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 50-49۔ ایڈیشن 2003ء)

پس جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منسوب ہوتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں تو تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہم پر ڈالی جاتی ہے اور اشاعتِ ہدایت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب ہم خود بھی اپنی ہدایت کے سامان کرنے والے ہوں۔ ہم اپنے عہدوں کی تجدید کرتے ہوئے اُس دَور کی مثالوں کو دیکھنے والے ہوں جب تکمیلِ ہدایت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے آپ کو اُس ہدایت اور تعلیم کا نمونہ بنایا تھا۔ اپنے قول و فعل سے اُس کا اظہار کیا تھا اور اُن کے نمونے دیکھ کر، اُن کے عمل دیکھ کر اُن کے خدا تعالیٰ سے تعلق دیکھ کر، اُن کے اعلیٰ اخلاق دیکھ کر ایک زمانہ اُن کا گرویدہ ہو گیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اسلام پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ تلوار کے زور سے پھیلا، یہ بتاؤ کہ چین میں کونسی فوجیں چڑھی تھیں جہاں اسلام پھیلایا گیا تھا۔ اور یہ مثال دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ وہاں کون سے مسلمان تلواریں لے کر جنگ کے لئے گئے تھے؟ فرمایا کہ تاجروں اور مبلغین اور مختلف کاموں سے منسلک جو صحابہ تھے یا اُن کے قریبی، اُن کے بعد میں آنے والے تابعین جو تھے اُن مسلمانوں نے ہی اسلام کا پیغام وہاں پہنچایا تھا۔ اور اس طرح پہنچایا تھا کہ یہ تاجر لوگ یا مختلف کاروباروں میں ملوث لوگ جو وہاں گئے ہیں تو انہوں نے اپنے نمونے دکھائے، اپنی پاک تعلیم کا اظہار کیا اور اُس کے ذریعے سے وہاں اسلام پھیلا۔

(ماخوذ از پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ 468)

اور آج چین میں ہم دیکھتے ہیں کہ کروڑوں مسلمان بس رہے ہیں۔ پس ہر طبقے کے لوگوں کو اپنی حالتوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ مستقل مزاجی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح ہم نے اسلام کا پیغام پہنچانا ہے، کس طرح ہم نے اپنی حالتوں کو بہتر کرنا ہے؟

چین کی مثال لی ہے تو یہ ذکر بھی کر دوں کہ آجکل چین میں بدقسمتی سے براہِ راست تبلیغ کر کے مسیح محمدی کا پیغام پہنچانا مشکل ہے۔ لیکن کیونکہ یہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا زمانہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ خود ہی اس پیغام کو پہنچانے کے مختلف ذرائع پیدا کرتا رہتا ہے۔ یہ بھی عجیب توارد ہے کہ جماعت جرمنی کو جہاں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام جرمنی میں پھیلانے کا موقع مل رہا ہے، اشاعت کے مختلف ذرائع اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں وہاں ایک نمائش کے ذریعے چینیوں سے تعارف ہوا اور پھر دو سال سے جماعت جرمنی سے چین جا کر نمائش میں حصہ لے کر جماعت کے پیغام اور لٹریچر کا سٹال لگا کر چینی زبان میں یہ لٹریچر چینیوں تک پہنچانے کا موقع مل رہا ہے اور نئے راستے کھل رہے ہیں۔ اگر چینی زبان میں لٹریچر مہیا نہ ہوتا تو یہ کام نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا پہلے سے انتظام کیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا جو چینی ڈیسک ہے وہ اپنا کام خوب انجام دے رہا ہے۔ مکرم عثمان چینی صاحب اس کے انچارج ہیں اور قرآنِ کریم بھی اور باقی لٹریچر کی اشاعت کا کام ہو رہا ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا جرمنی کی جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس لٹریچر کو وہاں تک پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اسی طرح دنیا کے دور دراز ممالک میں اُن ملکوں کی اپنی زبان میں قرآن کریم اور دوسرا لٹریچر پہنچانے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرما رہا ہے۔ یہ اس زمانے کے مبارک ہونے کی نشانی ہے کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے؟ اور مبارک ہیں وہ لوگ بھی جو تکمیلِ اشاعتِ ہدایت میں حصہ لے رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی سے حصہ پا رہے ہیں، آپ کے دور کی تجدید کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پس اس بات کو ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے، صرف وقتی طور پر جذبات کا اظہار کافی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جو موقع عطا فرما رہا ہے اُن کو ایک خاص فضلِ الٰہی سمجھ کر اُن سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے حتی المقدور کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اب جیسا کہ میں نے بتایا کہ چین میں جرمنی کی جماعت کو ہی پیغام پہنچانے کا موقع مل رہا ہے، اسی طرح دوسرے ہمسایہ ملک بھی ہیں، ان میں بھی یہ موقع مل رہا ہے۔ پس اس فضلِ الٰہی کو جذب کرنے کی کوشش کریں۔ پہلے اگر دو چار کی اس طرف توجہ تھی یا اگر چند سو کی بھی توجہ تھی تو جس طرح اجتماع کے بعد آپ لوگ جذبات کا اظہار کر رہے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں اپنے پاک نمونوں، اپنے نیک عملوں، اپنے عہدوں کی تجدید سے اُس انقلاب میں حصہ دار بنیں اور اُن مبارک لوگوں میں شامل ہوں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری عطا فرمائی تھی کہ آخری زمانہ بھی مبارک ہے۔ پس وہی لوگ اس آخری زمانے کے مبارک ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصد کو پورا کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آپ کی اُمت کے بارے میں خوشخبریاں عطا فرمائی تھیں اُن خوشخبریوں میں ایک خلافت کی خوشخبری بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ کی اُمّت کے بارے میں خلافت کی خوشخبری عطا فرمائی ہے اس خوشخبری پر مرکزیت کا انحصار ہے یا یوں کہہ لیں کہ وہ مرکزی خوشخبری، وہ بنیادی اہمیت کی چیز جس پر اُمت کی ترقی کا مدار ہے وہ خلافت ہے۔ اُمّت کی ترقی کا مدار آپ نے اپنے بعد خلافتِ راشدہ کو ہی قرار دیا تھا اور اُس کے بعد پھر ایذاء رساں بادشاہت اور جابر بادشاہت کے دور کا آپ نے ذکر فرمایا تھا جس میں اُمت کے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور دل میں تنگی محسوس کریں گے جو ایک اندھیرا زمانہ ہوگا۔ لیکن پھر ایک وقت آئے گا جب اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا۔ اُمت پر اللہ تعالیٰ کی پیار کی نظر پڑے گی تو ظلم و ستم کے دور کو اللہ تعالیٰ ختم فرمائے گا اور خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا قیام ہوگا جس نے دائمی رہنا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 6 صفحہ 285 حدیث النعمان بن بشیر حدیث نمبر 18596 عالم الکتب بیروت 1998)

اُمّتِ مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لئے جو خیرِ اُمّت بنایا ہے اس کی تجدید ہوگی۔ آج مختلف مسلمان علماء اور تنظیموں کی طرف سے وقتاً فوقتاً جو یہ معاملہ اُٹھایا جاتا ہے کہ اُمّت میں خلافت کا قیام ہو یہ اس لئے ہے کہ یہ سب جانتے ہیں کہ اُمّت کی بقا خلافت کے بغیر نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کو ماننے کو تیار نہیں جس کے ذریعہ سے خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا قیام ہوا۔ پس قرآن اور حدیث جو ہیں اس بات کی تائید فرما رہے ہیں کہ اُمّت کی بقا اور اُمّت میں سے ظلموں کا خاتمہ اور

اندھیروں کا خاتمہ اُس نظام کو چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی معہود کے ذریعے شروع فرمایا۔ آج ہر مسلمان ملک کی اندرونی حالت اس بات کا پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ سوچو اور غور کرو کہ تمہارے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور اللہ اور اُس کا رسول جس بات کی طرف بلا رہے ہیں اُس کی طرف آؤ کہ یہی حل ہے تمہارے تمام مسائل کا، تمہارے ملکوں کے اندر کی بے چینیوں کا، تمہارے ملکوں کی دولت پر طاقتور قوموں کی للچائی ہوئی نظروں کا صرف ایک حل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آئے ہوئے اس مسیح و مہدی کو مان لو۔ پس یہ پیغام ہے جو دنیا میں ہم نے پہنچانا ہے اور یہی پیغام جرمنی کے لئے بھی ہے، یورپ کے لئے بھی ہے، ایشیا کے لئے بھی ہے، عرب ملکوں کے لئے بھی ہے۔ خاص طور پر مسلمان ملکوں کو یہ پیغام ہے کہ جس طرف خدا اور اُس کا رسول تمہیں بلا رہے ہیں اُس طرف آؤ۔ خدا تعالیٰ کے رحم نے جو جوش مارا ہے اور اُس جوش کے تحت اپنے پیارے کو جو مبعوث فرمایا ہے تو اُس مسیح و مہدی کی پہچان کرو اور اُس کے مددگار بن جاؤ اسی میں تمہاری بقا ہے۔ احمدی باوجود اس کے کہ مسیح موعود کا پیغام پہنچانے سے اکثر مسلمان ممالک میں ظلموں کا نشانہ بنتے ہیں لیکن وہ اُمت کی ہمدردی کے جذبے کے تحت یہ پیغام پہنچاتے چلے جا رہے ہیں۔ دراصل تو یہ پیغام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہے تا کہ اُمّت کی اکثریت اُن لوگوں میں شامل ہو جو آخرین کا زمانہ پا کر اُمّت کے مبارک لوگوں میں شامل ہوئے۔

پس جب یہ ہر احمدی کا فرض بھی ہے کہ اس پیغام کو پھیلائے تو پھر جیسا کہ مَیں اکثر کہتا رہتا ہوں کہ ہمیں اپنے جائزے بھی لینے ہوں گے کہ ہم جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں ہم میں سے کتنے ہیں جو چوبیس گھنٹے میں ایک مرتبہ یا ہفتے میں ایک مرتبہ یا مہینے میں ایک مرتبہ اس بات پر گہرا غور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اگر ہم اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب سمجھتے ہیں تو پھر منسوب ہوتے ہوئے ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ ان پر کبھی غور کیا کہ ہماری عبادتوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں؟ ہمارے اخلاق کے معیار کیا ہونے چاہئیں؟ ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں اور فخر سے بتاتے ہیں کہ ہمارے اندر خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم ہے تو اُس کی مدد کرنے کے لئے ہم کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟ پس یہ سوچنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رحم نے تو جوش مارا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے عظیم انسان اور آنحضرتؐ کے عاشقِ صادق کو ہماری اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ ہم اُس کی بیعت کر لیں۔ لیکن کیا اس عظیم انسان کی بیعت کر لینا ہی کافی ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ بھی پہلے زمانے کی طرح بہتر اور مبارک ہے تو آپ کی اس سے مراد یہ تھی کہ مسیح محمدی کے ماننے والے اُس عظیم انقلاب کے لانے کا باعث بنیں گے جس کے لانے کے لئے مسیح موعود کو بھیجا گیا ہے۔ وہ اس تغیر کو زمانے میں لانے میں حصہ دار بنیں گے جس تغیر کے لانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔ وہ جنت دنیا میں پیدا کرنے کا ذریعہ بنیں گے جو آئندہ کی زندگی کی جنت کا وارث بنانے میں بھی مددگار ہوگی۔ پس آج ہر احمدی کا کام ہے کہ وہ انقلاب لانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ زمانے میں ایک عظیم تغیر لانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ دنیا کو جنت بنانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ اور اس کے لئے ہمیں قرآنِ کریم کی طرف رجوع کرتے ہوئے اُس کے احکامات پر غور کرنا ہوگا اور جب ہم اپنی زندگیوں کو اُس طرح ڈھال لیں گے جس سے انقلاب پیدا ہوتے ہیں، جس سے تغیر پیدا ہوتے ہیں، جس سے دنیا بھی جنت بن جاتی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا ہمارے پیچھے آئے گی اور ضرور آئے گی۔ آج ہم کمزور ہیں، بظاہر دنیا کی نظر میں ہماری کوئی حیثیت نہیں، ہر جگہ ہم ظلموں کا نشانہ بن رہے ہیں لیکن جب ہم اپنی بیعت کی حقیقت کو جانتے ہوئے ایک نئے عزم کے ساتھ اُٹھیں گے تو اگر ان لوگوں کو توفیق نہ ملی تو ان کی نسلیں ضرور ایک دن مسیحِ محمدی کے غلاموں میں شامل ہونا اپنا فخر سمجھیں گی۔ پس اپنے قول و فعل کو اپنی بیعت کا حق دار بنانے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ ان مغربی ممالک میں دنیا کی رنگینیوں میں غائب نہ ہو جائیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اجتماعات اور جلسے آپ کی زندگیوں پر اثر ڈالتے ہیں تو اس اثر کو عارضی نہ رہنے دیں بلکہ انہیں زندگیوں کا حصہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسے لوگ ہیں جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں، اپنے نفس کی قربانیاں بھی کرتے ہیں اور اس کی روح کو سمجھ کر کرتے ہیں۔ یہ لوگ نوجوانوں میں بھی ہیں، مَردوں میں بھی ہیں، عورتوں میں بھی ہیں۔ پہلے مجھے واقفینِ نَو نوجوانوں کی یہ فکر ہوتی تھی کہ اُن کو پتہ ہی نہیں تھا کہ وقفِ نَو کیا چیز ہے؟ جوان ہو گئے ہیں لیکن سمجھتے تھے کہ جو واقفینِ نَو جامعہ میں چلے گئے وہی جماعت کا کام کرنے والے ہیں۔ باقی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کام شروع کر دیئے اور مرکز کو پتہ ہی نہیں ہوتا تھا کہ کہاں گیا واقفِ نَو؟ سمجھتے تھے کہ وقفِ نو کا نام ہمیں مل گیا بس یہ کافی ہے۔ لیکن اب یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے جو سٹوڈنٹ ہیں، اُن سے بھی پوچھو تو یہی بتاتے ہیں کہ ہم یہ تعلیم آپ سے پوچھ کر، مرکز سے پوچھ کر حاصل کر رہے ہیں اور ختم کرنے کے بعد مکمل طور پر جماعت کی خدمت کے لئے حاضر ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ پس یہ روح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ اس ماحول میں رہتے ہوئے اپنے آپ کو غلط کاموں سے، غلط باتوں سے پاک رکھنے کی کوشش کریں اور یہ لوگ پاک رکھنے کی کوشش کرتے بھی ہیں۔

مالی قربانی کا سوال ہے تو کل ہی ایک خاتون ایک ڈھیر سونے کے زیورات کا مجھے دے گئیں کہ مَیں نے جماعت کو دینے کا عہد کیا ہوا تھا اب یہ مجھ پر حرام ہے۔ باوجود میرے کہنے کے کہ اپنے لئے کچھ رکھ لو یہی کہا کہ جو عہد مَیں نے اپنے خدا سے کیا ہے اس کو پورا کرنے سے مجھے نہ روکیں۔ پس یہ انقلاب ہی تو ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد میں پیدا کیا ہے۔ یہ لوگ عبادت کرنے میں بھی خشوع و خضوع دکھانے والے ہیں۔ شریعت کے دوسرے احکام میں بھی عمل کرنے والے ہیں۔ چاہے وہ کاروباری معاملات ہوں یا گھریلو معاملات تا کہ گھر بھی اور معاشرہ بھی جنت نظیر بن جائے۔ اس زمانے میں جب ہر طرف دنیا داری اور نفسا نفسی کا غلبہ ہے، نیکیوں کا جاری کرنا اور اُنہیں جاری رکھنا اور پھر اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا مانگنا، یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بناتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا، ایسے لوگ تو ہیں لیکن ایسے لوگوں کی بھی بہت بڑی اکثریت ہونی چاہئے تا کہ ہمارا پورا ماحول اور ہمارا معاشرہ اس دنیا میں بھی اور آئندہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث بنا رہے۔ اور مسیح موعود کے زمانے کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے ویسے بھی فرمایا ہے کہ اُس زمانے میں جنت قریب کر دی جائے گی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا الْجَنَّۃُ اُزْلِفَتْ (التکویر:14) اور جب جنت کو قریب کر دیا جائے گا۔ پس خوش قسمت ہیں وہ جو مسیح موعود کی بیعت میں آ کر اس قریب کی ہوئی جنت سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور فکر کا مقام ہے اُن لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے اس انعام سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف ایک قسم کی نیکی کرنے سے تم اللہ تعالیٰ کی مکمل رضا کے حقدار بن جاؤ گے بلکہ تمام نیکیوں کو بجا لانے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 615۔ ایڈیشن 2003ء) تا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر تم پر پڑے۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر حاصل کرنے کے لئے اپنے تمام اعمال پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جو جنت ہمارے قریب کر دی گئی ہے اُسے پکڑ سکیں۔ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے جس نے ہمیں تقویٰ پر چلنے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی طرف بے انتہا توجہ دلائی ہے۔ ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم ولی اور پیر بنو نہ کہ ولی پرست اور پیر پرست۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 139۔ ایڈیشن 2003ء)

آجکل کے پیروں نے تو دین کو استہزاء کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ اب دیکھ لیں یہ بہت بڑی بات ہے کہ آپ ہم سے خواہش رکھتے ہیں کہ ولی اور پیر بنو۔ خود ہر ایک اپنی ذات میں ولی اور پیر ہو۔ لیکن آجکل کے پیروں کی طرح نہیں جنہوں نے اسلام کو استہزاء کا نشانہ بنا لیا ہوا ہے۔ آجکل کے پیر تو لوگوں کو غلط راستے پر ڈال کر جنت کا لالچ دے کر دوزخ کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ اُن کی ایک بہن کسی پیر کی مرید تھی۔ حضرت خلیفہ اول نے اُنہیں کہا کہ تم بھی اب کچھ خوفِ خدا کرو، اب سمجھ جاؤ، اپنی دنیا و عاقبت سنوارو اور احمدی ہو جاؤ۔ تو وہ کہنے لگی کہ مجھے احمدی ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں نے فلاں پیر صاحب کی بیعت کر لی ہے وہ بڑے پہنچے ہوئے پیر صاحب ہیں۔ انہوں نے مجھے کہہ دیا ہے کہ تمہیں کسی قسم کی نیکیاں کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم ہماری سچی مریدنی ہو، جو جی میں آئے کرتی رہو، کوئی نیکی بجا لانے کی ضرورت نہیں، تمہارے سب گناہ ہم نے اُٹھا لئے ہیں۔ گویا کفّارہ کا نظریہ صرف عیسائیوں میں نہیں ہے ان مسلمان پیروں نے بھی پیدا کیا ہوا ہے تو کیا یہ لوگ خیرِ اُمت کہلانے کے حقدار ہیں؟ بہرحال حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کو کہا کہ دوبارہ اپنے پیر صاحب کے پاس جاؤ تو اُن سے پوچھنا کہ جب قیامت کے دن ایک ایک شخص سے اُس کے عمل کے بارہ میں پوچھا جائے گا اور گناہوں کی وجہ سے جوتیاں پڑنی ہیں تو پھر پیر صاحب کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ نے اپنے مریدوں کے گناہ اُٹھا لئے ہیں آپ کو کتنی جوتیاں پڑیں گی؟ تو بہرحال وہ کہنے لگیں کہ مَیں پیر صاحب سے ضرور پوچھوں گی۔ دوبارہ جب آپ کو ملنے آئیں تو آپ نے فرمایا کہ کیا پیر صاحب سے سوال پوچھا تھا؟ کہنے لگیں مَیں نے پوچھا تھا اور جس بات کو آپ نے بہت بڑا مسئلہ بنا کر پیش کیا تھا، پیر صاحب نے تو اُسے منٹوں میں حل کر دیا۔ آپ نے فرمایا کیسے؟ کہنے لگی میرے سوال پر پیر صاحب کہنے لگے دیکھو جب فرشتے تم سے پوچھیں کہ تم نے فلاں فلاں گناہ کیوں کئے ہیں تو کہہ دینا مجھے تو اس کا کچھ نہیں پتہ۔ یہ پیر صاحب یہاں کھڑے ہیں مجھے تو انہوں نے کہا تھا کہ جو جی میں آئے کرو، تمہیں کوئی نہیں پوچھے گا۔ اب یہ پیر صاحب کھڑے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ اس پر وہ تمہیں چھوڑ دیں گے، تمہاری طرف نہیں دیکھیں گے۔ جب تمہاری طرف سے نظریں پھیریں تم دوڑ کر جنت میں داخل ہو جانا۔ پیر صاحب کہتے ہیں باقی رہ گیا میرا معاملہ تو جب فرشتے مجھ سے پوچھیں گے تو مَیں اپنی لال لال آنکھیں نکال کر غصے سے کہوں گا کہ کربلا میں ہمارے نانا حضرت امام حسین نے جو قربانیاں دی تھیں کیا وہ کافی نہیں تھیں کہ آج پھر تم لوگ ہمیں تنگ کر رہے ہو۔ دنیا میں دنیا والوں نے ہمارا جینا حرام کر دیا تھا اور آج یہاں آئے ہیں تو تم بھی وہی طریق اختیار کئے ہوئے ہو اور ہمارے اعمال کے بارے میں پوچھ رہے ہو کہ کئے کہ نہیں کئے۔ تو اس پر فرشتے شرمندہ ہو کر ایک طرف ہٹ جائیں گے اور ہم گردن اکڑاتے ہوئے جنت میں بڑے رعب، دبدبے سے داخل ہو جائیں گے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 209-208 مطبوعہ ربوہ)

یہ ہے اُس وقت کے پیروں کا حال۔ آجکل کے پیر بھی اس قسم کے ہیں کہ بغیر اعمال کے جنتیں دینے والے ہیں جو حقیقت میں دوزخ کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔ خود بھی دوزخ میں گرنے والے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو بھی اس طرف لے جانے والے ہیں۔

حقیقت میں جو جنت اس مبارک زمانے میں انسانوں کے قریب کی گئی ہے وہ وہ جنت ہے جس کے راستے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں دکھائے ہیں۔ قرآن و حدیث کی خوبصورت وضاحت کر کے، اعمال کے بجالانے کی طرف توجہ دلا کر، لغویات اور بدعات کو ختم کر کے، دنیا کو خدا کے حضور سربسجود ہونے کے طریق بتا کر، یہ راستے ہیں جو جنت میں جانے کے ہیں اور اس طرح جنت قریب کی گئی ہے۔

جہاں تک پیروں کا ذکر ہے یہ صرف اُس زمانے کے پیر نہیں جیسا کہ مَیں نے کہا جو حضرت خلیفہ اوّل نے بیان فرمایا ہے، بلکہ آجکل بھی یہی حال ہے۔ ایک بہت بڑا طبقہ پاکستان میں بھی اور ہندوستان میں بھی بلکہ اکثر مسلمان ممالک میں جاہل لوگوں کا تو ہے ہی، لیکن صرف جاہلوں کا ہی نہیں بلکہ ایسے پڑھے لکھے لوگوں کا بھی ہے جو اپنے آپ کو کم از کم پڑھا لکھا سمجھتے تو ہیں، جن میں ہمارے لیڈر بھی ہیں اور سیاستدان بھی ہیں۔ کئی کا مجھے علم بھی ہے جو نہ نمازیں پڑھیں گے، نہ قرآن پڑھیں گے لیکن پیروں کے مرید ہیں اور اُن کی دعاؤں کو ہی اپنے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ اگر جنتیں اس طرح قریب ہونی ہیں اور ملنی ہیں پھر تو قرآنِ کریم کے احکامات کی نعوذ باللہ کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ قرآنِ کریم کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ پس ہم بڑے خوش قسمت ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو مان کر جنت کی حقیقت کا پتہ لگایا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ادراک حاصل کیا ہے۔ کئی لوگ مجھے دعا کے لئے کہتے ہیں، تو جب پوچھا کہ تم نمازوں میں باقاعدہ ہو؟ تو پتہ چلتا ہے کہ نہیں ہیں۔ تو مَیں تو یہی جواب دیا کرتا ہوں کہ پہلے خود دعا کرو اور اپنی دعا سے میری دعا کی قبولیت میں مددگار بنو اور یہ اس سنت کے مطابق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمائی ہے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے لئے عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا مَیں دعا کروں گا لیکن تم بھی اپنی دعاؤں سے میری مدد کرو۔

(مسلم کتاب الصلاۃ باب فضل السجو دوالحث علیہ حدیث نمبر 1094)

پس یہ ہے وہ خوبصورت نقشہ جو ایک مسلمان معاشرے کا ہونا چاہئے کہ اپنے اعمال کی اصلاح کرو، اپنے لئے دعائیں کرو اور جس کو دعا کے لئے کہو اُس کی بھی اپنی دعاؤں کے ذریعے سے مدد کرو۔ دعائیں وہی قبولیت کا درجہ پاسکتی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق کی جائیں اَور کوئی ذریعہ نہیں ہے اور ان دعاؤں میں بھی دین کی برتری کے لئے دعا کو ترجیح دینی چاہئے۔ جب اس سوچ کے ساتھ زندگی بسر ہو رہی ہوگی اور دعاؤں کی طرف توجہ ہوگی تو پھر وہ عظیم انقلاب بھی پیدا ہوگا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عظیم غلام کو دنیا میں بھیجا تھا اور جس کے آنے سے جنت انسان کے قریب کر دی گئی تھی۔ پس ہر احمدی کو اپنی سوچوں کو اس طریق کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے، اپنے عملوں کو اس نہج پر بجالانے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھ دنیا جمع نہیں ہوسکتی۔ ہاں خدمتگار کے طور پر بیشک ہوسکتی ہے۔ لیکن بطور شریک کے ہرگز نہیں ہوسکتی۔ یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ جس کا تعلق صافی اللہ تعالیٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے۔ جب یہ حالت ہے تو پھر کیوں ایسی شرطیں لگا کر ضدّیں جمع کرتے ہیں۔ ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو طاقت دے دیتا ہے۔ صحابہ کی حالت کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو پاک صاف کر دیا۔ حضرت عمر کو دیکھو کہ آخر وہ اسلام میں آ کر کیسے تبدیل ہوئے۔ اسی طرح پر ہمیں کیا خبر ہے کہ ہماری جماعت میں وہ کون سے لوگ ہیں جن کے ایمانی قویٰ ویسے ہی نشوونما پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اگر ایسے لوگ نہ ہوں جن کے قویٰ نشوونما پا کر ایک جماعت قائم کرنے والے ہوں تو پھر سلسلہ چل کیسے سکتا ہے۔ مگر یہ خوب یاد رکھو کہ جس جماعت کا قدم خدا کے لیے نہیں اس سے کیا فائدہ؟ خدا کے لیے قدم رکھنا امر سہل بھی ہے جبکہ خدا تعالیٰ اس پر راضی ہو جاوے اور روح القدس سے اس کی تائید کرے۔ یہ باتیں پیدا نہیں ہوتی ہیں۔ جبتک اپنے نفس کی قربانی نہ کرے اور نہ اس پر عمل ہو۔ فرمایا وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۔فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى اور وہ جو اپنے ربّ کے مرتبے سے خائف ہوا اور اُس نے اپنے نفس کو ہوس سے روکا تو یقیناً جنت ہی اُس کا ٹھکانہ ہوگی''۔ فرمایا: ''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے اگر ہوائے نفس کو روک دیں۔ فرمایا کہ صوفیوں نے جو فنا وغیرہ الفاظ سے جس مقام کو تعبیر کیا ہے وہ یہی ہے کہ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى کہ اپنے نفس کو ہوس سے روکو، اس کے نیچے ہو''۔

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 320۔ ایڈیشن 2003ء)

پھر فرماتے ہیں: ''مَیں یہ سب باتیں بار بار اس لیے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گُم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی، اُسے دوبارہ قائم کرے۔ عام طور پر تکبر دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں۔ فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اَور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ اُن کو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا۔ اُن کی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے۔ اس لیے اُن کے مجاہدے اور ریاضتیں بھی کچھ اَور ہی قسم کے ہیں جیسے ذکرِ ارّہ وغیرہ۔ جن کا چشمۂ نبوت سے پتہ نہیں چلتا''۔ ایسی ایسی ریاضتیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوتیں، پتہ نہیں چلتا۔ فرمایا ''مَیں دیکھتا ہوں کہ دل کو پاک کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں۔ صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں۔ یہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں۔ پس یہ زمانہ بالکل خالی ہے۔ نبوی طریق جیسا کہ کرنے کا تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اس کو بھلا دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ عہدِ نبوت پھر آ جاوے اور تقویٰ اور طہارت پھر قائم ہو اور اس کو اُس نے اِس جماعت کے ذریعہ چاہا ہے''۔ فرمایا ''پس فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے''۔

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 214-213۔ ایڈیشن 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ آنے والے اُس انقلاب اور تغیر کا حصہ بن سکیں جواب آپ کے ذریعہ مقدر ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

تحریک جدید کے سال نو کے آغاز کا بابرکت اعلان

الحمدللہ کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی انقلابی تحریک ''تحریک جدید'' اپنے کامیاب و بامراد سفر زندگی کے 77 سال پورے کر کے یکم نومبر 2011ء سے 78 ویں سال میں قدم رکھ چکی ہے۔ اور اس کے سال نو کے بابرکت آغاز کا باضابطہ اعلان سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4 نومبر کے بصیرت افروز خطبہ جمعہ میں فرما چکے ہیں۔

اس روح پرور خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہٗ اللہ الودود کے پیش فرمودہ عالمی موازنہ کے مطابق مخلصین جماعت احمدیہ بھارت نے تحریک جدید کے مالی جہاد میں سال گزشتہ (11-2010ء) کے ٹارگیٹ وعدہ جات و وصولی -/15000000 روپئے کے بالمقابل -/15517700 روپئے کی گرانقدر قربانی پیش کی ہے۔ جو سال پیوستہ (10-2009ء) کے مقابلہ میں -/4252640 روپئے یعنی قریباً 37% نمایاں اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس موازنہ کا سب سے زیادہ خوش کن پہلو یہ ہے کہ عالمی معیشت کو درپیش شدید مالی بحران کے باعث جہاں کئی بیرونی جماعتوں کی امتیازی پوزیشنوں میں حیران کن تبدیلیاں ہوئی ہیں وہاں ہندوستان کے غریب احمدیوں نے تمام تر نامساعد مالی حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اپنے سال گزشتہ کے اعزاز کو جوں کا توں برقرار رکھا ہے۔ جس پر پیارے آقا اور محترم انچارج صاحب انڈیا ڈیسک نے بھی خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

اب بحوالہ چٹھی انڈیا ڈیسک نمبر QND-9119 / 08.11.2011 پیارے آقا نے سال نو 12-2011ء کے لئے جماعت احمدیہ بھارت کو -/17500000 روپئے پر مشتمل وعدہ و وصولی کا نیا ٹارگیٹ مرحمت فرمایا ہے۔ جو ہر جماعت سے اپنے سال گزشتہ کے مجموعی وعدہ میں کم از کم 20% اضافہ کا متقاضی ہے۔ خلیفہ وقت کی طرف سے ہونے والے قربانی کے ہر مطالبہ پر والہانہ لبیک کہنا مخلصین جماعت کا طرّہ امتیاز رہا ہے اور انہوں نے ایسے ہر موقعہ پر مامور زمانہ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھا ہے کہ:-

''اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا... تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمات صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 397)

سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے یہ جلالی الفاظ آج بھی ہمیں یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ہم اپنی شاندار جماعتی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ایک بار پھر خلیفہ وقت کے مرحمت فرمودہ نئے ٹارگیٹ کو پیارے آقا کی توقعات کے عین مطابق بتمام و کمال پورا کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

افسوس! محترم مولوی منیر احمد خان صاحب
زونل امیر و مبلغ انچارج کرنال ہریانہ وفات پاگئے

(طاہر احمد طارق زونل امیر و مبلغ انچارج جیند زون)

افسوس محترم مولوی منیر احمد خان صاحب زونل امیر و مبلغ انچارج کرنال ہریانہ ابن مکرم جمعہ خان صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ پنکال صوبہ اڑیسہ مورخہ 31.10.11 صبح نو بجے اچانک حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔موصوف کے بارہ میں مختصر کوائف درج ذیل ہیں۔

آپ کی پیدائش 29 مئی 1965ء کو ہوئی۔

آپ نے 31 مئی 1987 میں گوپابندھو سائنس کالج کٹک سے B.A کیا۔1988ء میں جامعہ احمدیہ قادیان میں داخلہ لیا اور 1996ء میں جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد ہریانہ کے ضلع جیند کی جماعت 'لون' میں آپ کی ابتدائی تقرری ہوئی جہاں اس سے چند ماہ قبل بیعتیں ہوئی تھیں۔آپ نے اس جماعت میں نومبائعین کی اس رنگ میں تربیت کی کہ وہاں سے چار طلبا نے جامعۃ المبشرین قادیان اور ایک نے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے والے نوجوان بعض گھریلو مجبوریوں کے پیش نظر ایک سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔نہایت ہی مخلص نوجوان ہیں اور اس وقت جماعت کے صدر ہیں۔جامعۃ المبشرین سے فارغ تین نوجوان اس وقت سلسلہ کی خدمت کررہے ہیں۔

موصوف کے اندر نومبائعین کی تربیت کرنے کی ایک خاص لگن اور توجہ تھی اور ہمیشہ کوشش رہتی تھی کہ اس علاقہ سے جہاں مسلمانوں کے اندر اسلام مٹ چکا ہے نوجوان جامعات میں جائیں اور اسلام کی تعلیم سیکھ کر اپنے رشتہ داروں اور قوم کو اسلام سکھائیں۔

صوبہ ہریانہ سے موصوف کی ہی کوشش سے سب سے پہلے نوجوان مکرم داؤد احمد صاحب کو زندگی وقف کرنے کی اور جامعۃ المبشرین میں پڑھ کر اس وقت سرکل انچارج بھوانی ہریانہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔مرحوم کی ہی کوشش سے درجن سے زائد طلباء اب تک زندگی وقف کرکے خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

1997ء میں جب پہلی مرتبہ جماعت 'لون' میں ڈش انٹینا لگا تو مخالفت میں اور اضافہ ہوا۔غیر احمدی مسلمان ہندوؤں کو اُکساتے کہ یہ دہشت گرد ہیں، پاکستان کا پروگرام دکھاتے ہیں۔یہاں اپنے اڈے بنارہے ہیں چنانچہ اس وجہ سے موصوف کو پولیس تھانہ میں لے گئی اور ایک دن رکھا۔اس درمیان گاؤں کے احمدیوں کے علاوہ گاؤں کے کثرت سے ہندو لوگ تھانہ میں چلے گئے کہ اگر تھانہ میں رکھنا ہے تو ہم سب کو رکھیں۔اگر یہ دہشت گرد ہیں تو پھر ہم سارے دہشت گرد ہیں۔گاؤں میں بہت اچھے تعلقات تھے۔

1998ء میں آپ کے ہی دور اور نگرانی میں جماعت 'لون' ضلع جیند میں مسجد و مشن تعمیر ہوا۔الحمدللہ علی ذالک۔2001ء میں موصوف کی تقرری اُسی صوبہ کے ہی ضلع یمنانگر میں بطور سرکل انچارج ہوئی۔اس ضلع میں بھی موصوف کے ذریعہ کئی جگہوں میں احمدیت کا پودا لگا اور جماعتیں قائم ہوئیں۔موصوف کی موجودگی میں ہی یمنانگر ضلعی مقام پر خوبصورت مسجد اور مشن کی تعمیر کی توفیق حاصل ہوئی۔اسی درمیان 2002ء میں دہرادون جو یمنانگر سے ملحق صوبہ اُتراکھنڈ کا دارالحکومت ہے وہاں کچھ لوگ احمدیت میں داخل ہوئے اور ایک معلم جو دیوبندی مکتبہ فکر کی ایک شاخ سے فارغ التحصیل تھے اور بعد میں قبول احمدیت کی توفیق پائی، بعد ٹریننگ انہیں دہرہ دون میں رکھا گیا اور نظارت دعوت الی اللہ کی طرف سے اس صوبہ کو صوبہ ہریانہ کے ساتھ لگایا گیا اور مبلغ انچارج ہریانہ نگرانی کرنے لگے۔

2003ء میں وہاں جماعتی ترقی و تبلیغ کے پیش نظر مرکز نے موصوف مرحوم کا تقرر دہرہ دون میں کیا۔وہاں موصوف نے کامیاب داعی الی اللہ، کامیاب مبلغ کے طور پر کام کیا۔دُور دُور کے علاقہ تک احمدیت کا پیغام پہنچایا اور اس علاقہ سے کثرت سے لوگوں کو قادیان لانے کی توفیق پائی اور سینکڑوں افراد کو بیعت کی بھی توفیق ملی۔

دہرادون سہانپور کے قریب علاقہ ہے۔وہاں سے دارالعلوم دیوبند صرف 80 کلومیٹر دور ہے۔اس علاقہ میں کثرت سے جماعتی تبلیغ اور لوگوں کے احمدیت میں شامل ہونے کی وجہ سے نہایت ہی زوروں پر مخالفت ہوئی اور مخالفین نے احمدیوں کا جینا مشکل کردیا۔

2008ء میں خلافت جوبلی کے موقعہ پر اُتراکھنڈ کے دارالحکومت دہرہ دون میں موصوف کو پہلی پریس کانفرنس اور نہایت ہی شاندار صوبائی کانفرنس (جلسہ پیشوایان مذاہب) کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔اس میں ہر مذہب کے لیڈر اور کالج کے پروفیسر صاحبان اور شہر کے معززین نے شرکت کی اور جماعت کی اس کانفرنس کو بہت سراہا اور جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کا وعدہ کیا جس کا چرچا صوبہ کے اخبارات میں ہوا اور فوٹوز کے ساتھ تفصیلی خبریں شائع ہوئیں۔

2007 میں موصوف کی نگرانی میں جماعت کو مسجد و مشن کی زمین خریدنے کی توفیق ملی اور بعد میں 2008ء میں مشن تعمیر ہوا۔

صوبہ اتراکھنڈ کے دارالحکومت دہرہ دون اور مضافات میں جماعت کی ترقی کو دیکھتے ہوئے مخالفت انتہا تک پہنچ گئی۔مورخہ 13 اگست 2008ء کو موصوف مرحوم اور ایک معلم مکرم عبد الرحیم صاحب گوجر کو ملاؤں نے پکڑ کر جان سے مارنے کی کوشش کی۔پڑوس کے ہندوؤں کے تعاون سے تھانہ میں اطلاع ہوئی، شدید زخمی حالت میں تھے سارے ملاؤں اور مسلمانوں نے اس موقعہ پر اکٹھے ہوکر اور پولیس پر دباؤ بناکر موصوف مرحوم اور مکرم معلم صاحب کے خلاف ہی پولیس میں جھوٹا مقدمہ دائر کردیا جس میں خطرناک دفعات لگانے کی کوشش کی گئی۔

مورخہ 13 اگست تا 19 اگست کو موصوف مرحوم اور ایک معلم صاحب کو جیل میں رہنا پڑا۔اس طرح اسیران راہ مولیٰ کا بھی شرف حاصل ہوا۔اب تک وہاں کیس چل رہا ہے۔

2007ء میں موصوف کو مرکز کی طرف سے بطور مبلغ انچارج اُتراکھنڈ مقرر کیا گیا۔اس دوران موصوف نے کما حقہ ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کی۔

2010 میں بعض حالات اور جماعتی مفاد کے پیش نظر دہرہ دون سے صوبہ ہریانہ کے ضلع کرنال کے مشن میں تقرری ہوئی اور یہاں سے ہی بطور مبلغ انچارج اُتراکھنڈ تا وفات فرائض سرانجام دے رہے تھے اور ساتھ ہی صوبہ ہریانہ کے سرکل کرنال کے بھی انچارج تھے۔

موصوف بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔اطاعت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔مرکزی عہدیداران کی نہایت ہی عزت کرتے اور ان کی خدمت کرنا باعث سعادت سمجھتے۔

پیارے آقا کے خطبات اور ایم ٹی اے کے پروگرام گھر میں فیملی کو ساتھ بٹھا کر دیکھتے۔قرآن مجید سے نہایت درجہ محبت تھی۔زندگی میں تلاوت قرآن کے نہ صرف خود پابند تھے بلکہ فجر کی نماز و درس سے فارغ ہونے کے بعد پوری فیملی اجتماعی تلاوت میں مصروف ہوتی اور تلاوت کے ساتھ بچوں کو ترجمہ بھی پڑھنے کیلئے کہتے۔پھر بچوں کی حفظ کلاس لگاتے جس کی وجہ سے بچی نے آخری پارہ کے علاوہ قرآن مجید کے مختلف مقامات سے متعدد آیات حفظ کرلیں ہیں۔

محترم مولانا منیر احمد خان صاحب مرحوم زونل امیر و مبلغ انچارج کرنال بے شمار خوبیوں کے مالک تھے سال 1996 سے تا وفات خاکسار کو اُن کے ساتھ ساتھ ملکر خدمت کا موقعہ ملا۔اس دوران بے شمار تائیدات الٰہی کے نظارے بھی ہم دونوں نے دیکھے۔سال 1997 میں ہم دونوں تبلیغی دورے پر نکلے اور بیعتوں کے حصول کیلئے گاؤں گاؤں جاتے تھے۔ایک گاؤں بڑودی ضلع جیند میں گئے وہاں غیر احمدیوں میں تبلیغ کی، ایک بزرگ جو بہت کٹر تھا ہماری باتیں سُن کر اتنا آگ بگولہ ہوا کہ بار بار مجلس سے اُٹھ کر کلہاڑی پکڑ لیتا کہ اگر تم لوگوں نے اب یہ ذکر کیا کہ مریم کا بیٹا عیسیٰ فوت ہوگیا ہے تو میں اس کلہاڑی سے کاٹ دوں گا۔ہر بار جب وہ کلہاڑی لیکر اُٹھتا تو اس کے رشتہ دار اور اہل خانہ اُس کو پکڑ لیتے۔میں بار بار مولانا مرحوم کو کہتا چلو اب چلیں لیکن وہ بنا خوف وخطر بیٹھے رہے اور اُس کو پھر ٹھنڈا کرکے تسلی کروا کر لا جواب کروا کر وہاں سے نکلے۔

تبلیغ کا بہت شوق تھا اور اس معاملہ میں بہت نڈر تھے کبھی غصہ نہیں آتا تھا۔مدمقابل کی بات کو چاہے وہ کتنے ہی سخت لہجے میں کررہا ہو برداشت کرتے۔لیکن اگر کوئی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے خلاف گندی زبان استعمال کرتا تھا تو نہایت ہی غیرت سے اور پرجوش طریق پر ناچیز نے مقابلہ کرتے دیکھا ہے۔

تبلیغ یا تبلیغی سفر کے دوران بہت دُعائیں کرتے تھے۔ایک مرتبہ ہم علاقہ پنچکولہ جو ہماچل کے علاقہ سے لگتا ہے تبلیغی سفر پر گئے کئی مقامات پر بیعتیں ہوئیں رات پہاڑ پر ایک گاؤں میں بسیرا کیا جس کے قریب سے ایک خوبصورت چشمہ گذرتا تھا۔رات کو اس گاؤں میں بھی بیعتیں ہوئیں۔گرمیوں کا موسم تھا۔صبح ہم چشمہ پر نہانے لگے تو ناچیز نے مولانا مرحوم کو خواب سنایا کہ رات کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک مصنوعی نہر میں ہم نہار ہے ہیں اور اچانک پانی تیز ہوتا ہے تو ہم دونوں گھبرا جاتے ہیں کہ ڈوب جائیں گے اور پانی کم ہوتا ہے تو تسلی ہوتی ہے۔یہی سلسلہ کافی عرصہ رہا ہے۔اس لئے اب اس چشمہ میں احتیاط سے نہانا۔پھر مولانا مرحوم اپنا خواب سناتے ہیں کہ میں رات کو بہت پریشان رہا کیونکہ ایک خطرناک بندر ہم دونوں کا بہت پیچھا کرتا ہے حملہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔بھگاتے ہیں پھر آجاتا ہے یہی کیفیت پوری رات چلتی رہی۔خیر ہم دونوں ایک دوسرے کو سنا کر واپس اس دوست کے گھر جہاں ٹھہرے تھے آگئے۔

وہاں ایک معزز ہندو سے گفتگو ہورہی تھی اتنے میں وہاں ایک موٹا اور کالا خطرناک شکل وصورت میں آکر ہم سے تکبرانہ اور جاہلانہ طریق سے ہمارے مقاصد پوچھنے لگا ہم نے بتلائے تو اتنا آگ بگولہ ہوا کہ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی اور ہمیں ایسی دھمکیاں دیں کہ آج تمہاری خبرلیں گے اور باہر جاکر اپنے ساتھیوں کو بلانے لگا۔لیکن ہندو اور جس گھر میں ہم ٹھہرے تھے نے ہمیں تسلی دی اس علاقہ سے ہمیں اپنی نگرانی میں بحفاظت بھجوایا۔تب اس خواب کی تعبیر ہوئی کہ واقعتاً ان ملاؤں کو رسول خداؐ نے بندر کہا ہے۔جب دہرہ دون میں مولانا مرحوم اور محترم عبد الرحیم صاحب گوجر کو جھوٹے کیس میں پھنسوا کر جیل بھجوایا گیا تو جیل کے اندر بھی تبلیغ کی انہیں توفیق ملی

ہے۔ان ایام میں مرکز کی طرف سے خاکسار کو بھی ان کے کیس کی کاروائی کے سلسلہ میں بھجوایا ہوا تھا چنانچہ جب رہائی ہوئی تو یہ واقعہ متعدد افراد سے بیان کیا کہ جب ہم جیل میں گئے ظہر وعصر کا غالباً وقت تھا جاتے ہی ہم دونوں نے نماز باجماعت ادا کی ہمیں پتہ نہیں تھا کہ جیل کے کیا قوانین ہیں ہمارے پاس ایک روپیہ تک نہیں تھا۔اس لئے جاتے ہی جیل ملازمین ہم سے صفائی وغیرہ کا کام کروانے لگے جو کہ ہم نے کبھی پہلے نہ کئے تھے۔ہمیں باجماعت نماز پڑھتے دیکھ کر کئی غیر احمدی جو جیل میں تھے نماز میں شامل ہوجاتے اُن میں ایک مکرم حشمت خان بھی تھے وہ جاکر عبد الرحیم صاحب گوجر کو بولے کہ یہ ہمارے امام ہیں ان کا اس طرح صفائی کرنا اچھا نہیں لگتا۔آپ جیل کے ملازموں کو سو دو سو روپے دے دیں تو کام نہیں کروائیں گے۔جب ہم لوگوں نے بتایا کہ ہمارے پاس ان کو دینے کیلئے کوئی رقم نہیں ہے چنانچہ وہ اپنی بیرک میں گئے اور دوصد روپے لاکر دیئے وہ رقم جیل کے ملازموں کو دی تو مولانا مرحوم سے پھر انہوں نے کام نہ کروایا۔

دوسرا واقعہ یہ بتاتے تھے کہ اب ہم جیل میں کسی تیاری سے آئے نہیں تھے۔ضرورت کا سامان مثلاً صابن، بُرش پیسٹ وغیرہ تک نہیں تھا وہ ضرورت اس طرح پوری ہوئی کہ ایک آدمی جن کو میں تبلیغ کرتا تھا گھر بلاکر دعوت بھی کرتا تھا وہ بھی کسی مقدمہ میں جیل میں تھا اچانک جب کھانا کھانے کے وقت اس نے مجھے دیکھا تو بھاگ کر آیا اور سارا ماجرا پوچھا جیل میں آنے کا سارا واقعہ بتایا تو اس نے افسوس کیا اور واپس جاکر ضرورت کا سارا سامان لاکر دے دیا۔

پھر مولانا مرحوم بتاتے تھے کہ جیل میں جاتے ہی تبلیغ شروع کردی کیونکہ جیل میں ہر نیا جانے والا پہلے والوں کے پوچھنے پر بتاتا کہ کس وجہ سے جیل آیا ہوں اور ہم جب اپنا واقعہ بتاتے تو مسلمان افسوس کرتے اور حیران ہوتے۔

میں گواہ ہوں کہ ملاقات کرنے پر مولانا مرحوم مجھ سے لٹریچر منگواتے اور زیرِ تبلیغ افراد کو دیتے۔وہ بتاتے تھے کہ جب جیل کے اندر بھی کئی لوگوں سے گفتگو ہوتی تبلیغ ہوتی تو ایک دن ایک کٹر مسلم ملاں جو کہ جیل میں تھا اُس نے مجھے بلایا اور کہنے لگا کہ تمہیں پتہ ہے کہ تم اسی تبلیغ سے جیل آئے ہو اور یہاں بھی باز نہیں آتے۔میں نے کہا کہ ہماری زندگی کا مقصد اور کام ہی یہی ہے جہاں موقعہ ملے گا وہاں یہی کام کرنا ہے۔

مولانا مرحوم کی طبیعت میں نہایت سادگی اور عاجزی تھی۔اطاعت کا بے انتہا جذبہ تھا۔وفات سے ایک روز قبل جب اُن کے پاس رات دس بجے انہیں بغیر بتائے گیا جبکہ انہیں معلم کے ذریعہ علم ہو چکا تھا کہ میں آرہا ہوں میرے انتظار میں بیٹھے تھے اور کھانا تیار کروارہے تھے جب خاکسار مشن میں داخل ہوا تو لُنگی کو سنبھالتے ہوئے بھاگتے ہوئے میرے پاس آکر میرا سامان اُٹھانے لگے میں نے مضبوط پکڑ لیا کہ میں نہیں دوں گا کیونکہ دل میں میں شرمندہ تھا کہ حضور نے ان کو بھی زونل امیر مقرر کیا ہوا ہے عمر میں بھی مجھ سے بڑے ہیں میری کیا حیثیت زیادہ ہے۔بہرحال اسی حالت میں کھینچا کھینچی کے عالم میں کمرہ میں داخل ہوگئے۔صبح جاتے ہوئے بھی میرا سامان اُٹھا لیا۔مرکزی عہدیداروں کی بہت عزت اور تکریم کرتے۔

مورخہ 17 اکتوبر 2011 کو سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوف کو صوبہ ہریانہ کے کرنال زون کا زونل امیر مقرر فرمایا تھا۔حکم کی تعمیل میں کام شروع کردیئے تھے۔مورخہ 17 اکتوبر تا 25 اکتوبر 2011 موصوف اجتماعات خدام الاحمدیہ میں قادیان میں رہے۔

مورخہ 26 اکتوبر کو قادیان سے کرنال آگئے تھے 27 اکتوبر کو ہی موصوف نے کرنال میں دورہ کیا۔زیرِ تبلیغ افراد کے پاس گئے اور زون کا دورہ کرنے کا مفصل پروگرام طے کیا۔دفتری ڈاک اور آفس کو سیٹ کیا۔

مورخہ 29 اکتوبر رات جب خاکسار آیا جماعتی کام کو احسن رنگ میں کرنے کے لئے میرے ساتھ مشورے کئے۔زونل مجلس عاملہ کے بارہ میں مشورہ ہوا۔

مورخہ 31 اکتوبر کو ایک معلم کے ساتھ موصوف نے دورہ پر روانہ ہونا تھا۔حسب معمول تہجد کی نماز ادا کی۔فجر کی نماز باجماعت اور درس القرآن کے بعد معلم صاحب کو کہتے ہیں کہ آج دورہ پر جانا ہے ایک گھنٹہ آپ بھی آرام کریں میں بھی کرتا ہوں پھر جائیں گے۔ایک گھنٹہ کے دوران موصوف کو چھاتی میں درد محسوس ہوا اہلیہ نے چائے قہوہ وغیرہ دیا کہنے لگے دورہ پر جانا ہے چیک کروالینا چاہیئے۔چنانچہ اچھی طرح تیاری کی صاف ستھرے کپڑے پہن کر معلم کے ساتھ جانے لگے باقاعدہ بیوی بچوں سے ملے اور السلام علیکم خداحافظ کہہ کر روانہ ہوگئے۔موٹر سائیکل میں معلم کے ساتھ پہلے اُس ڈاکٹر کے پاس گئے ہیں جن سے پہلے سے ہی B.P کی دوائی استعمال کرتے تھے۔وہ ڈاکٹر موقعہ پر نہیں ملا معلم صاحب ایک اور ہسپتال میں لے گئے وہاں جاتے ہی ڈاکٹر نے چیک اپ کیا اور بتایا کہ کوئی بات نہیں ہے، نارمل ہیں، البتہ B.P بڑھا ہوا ہے۔ڈاکٹر نے B.P کی گولیاں لکھیں جب وہ لائیں تو کہنے لگے کہ یہ تو میں پہلے سے ہی استعمال کرتا ہوں۔بہرحال پھر بھی ڈاکٹر نے کہا کہ اگر ECG کروانی ہو تو کروالیں۔چنانچہ ای سی جی کروائی ڈاکٹر نے بتایا کہ رپورٹ نارمل ہے۔پھر ڈاکٹر نے کہا کہ اب آپ جاسکتے ہیں اور اگر پندرہ منٹ آرام کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں چنانچہ باتھ روم گئے اور وضو کر کے آرام کرنے لگے۔اسی درمیان اہلیہ کہتی ہیں کہ میرے ساتھ مشن میں فون پر بات کی کہ فکر نہ کریں میں ٹھیک ہوں۔

بہرحال اسی پندرہ منٹ میں اچانک خراٹے کی آواز آئی معلم صاحب نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا جو ساتھ والے کمرہ میں ہی تھے۔ڈاکٹر نے آتے چیک کرتے ہی کہا او ہو یہ تو Serious ہوگئے ہیں PGI فوراً لے جائیں ڈاکٹر نے ہی ایمبولینس بلائی دوسرے منٹ میں ہی اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم ناظر صاحب اعلیٰ وامیر جماعت قادیان کو اطلاع دی گئی۔موصوف نے جنازہ قادیان لانے کا ارشاد فرمایا چنانچہ مورخہ 31 اکتوبر 2011 کو کرنال سے قادیان کیلئے روانہ ہوئے رات دس بجے قادیان پہنچے۔اگلے دن 01.11.11 کو بعد نماز عصر محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

مولانا مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا علی الترتیب 7.10.13 سال کے تین بچے چھوڑے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کا خود کفیل ہو اور اپنے والد مرحوم کی جدائی کے غم کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔اللہ تعالیٰ جماعت کو نعم البدل عطا کرے۔آمین۔

☆☆☆

دُعا کی برکات

پروردگار عالم فرماتا ہے وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سيدخلون جهنم داخرين یعنی اور کہا تمہارے رب نے مجھ سے دعا کرتے رہو میں تمہاری دعا کو قبول کرتا رہوں گا۔اور یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔اللہ تبارک تعالیٰ کے اس احسان وکرم پر قربان ہو جائیں کہ وہ اپنے بندوں کو دعا کی ہدایت فرماتے ہوئے اس کی قبولیت کا وعدہ فرماتا ہے۔

إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اس سے زیادہ سچی بات کس کی ہوگی ومن اصدق من الله حديثًا اور حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا الدعاء هو العبادة دعا مانگنا ہی عبادت ہے۔دوسری جگہ ارشاد فرمایا دعا کرنا عبادت کا مغز ہے۔دعا مومن کا ہتھیار ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری زندگی دعا میں لگے رہے اللہ تعالیٰ بکثرت آپ کی دعائیں قبول کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ عزت والی کوئی چیز نہیں ہے۔مومن کا ہتھیار دُعا ہے جس سے مصیبتوں اور دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔اسی ہتھیار کو حضرت نوح علیہ السلام نے استعمال کیا۔وقال نوح رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا کہا نوح علیہ السلام نے اے میرے پالنے والے روئے زمین پر کسی کافر کو رہنے سہنے والا نہ چھوڑ۔اس ہتھیار سے سارے کافروں کا مقابلہ کیا۔اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے فرعون اور اس کے لشکر کے لئے بھی یہی ہتھیار استعمال فرمایا۔جس سے سب کے سب دریائے نیل میں غرق کردئے گئے۔غرض ہر پیغمبر اور ان کے ماننے والوں کے پاس دنیاوی ساز وسامان کے بجائے یہی دُعا کا ہتھیار تھا۔اس سے وہ کامیاب ہوئے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا دعا کرنے سے عاجز مت ہو اور اس سے غفلت مت کرو۔کیونکہ دعا کرنے والا ہرگز برباد نہیں ہوگا۔

اس لئے حضرت مسیح موعودؑ بھی خوب دعاؤں میں مصروف رہتے تھے۔اسلئے اللہ تعالیٰ جماعت کو خوب ترقی دے رہا ہے مدد دیتا رہے گا۔بندہ جب اللہ تبارک تعالیٰ کے سامنے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے بعض کا ظہور فوراً ہوتا ہے اور بعض کا کچھ عرصہ بعد ہوتا ہے اور بعض کے بدلے روک دی جاتی ہے۔اور بعض کا اجر قیامت کے روز دیا جائے گا۔

مندرجہ بالا آیت اور احادیث نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل واضح ہوگیا کہ اصل عبادت دُعا ہے اور اس میں مومنوں کی فلاح و بہبودی ہے۔اور دونوں جہان ہی میں فائدہ ہے۔اگر ہم سچے دل اور خلوص سے رسول اکرمؐ کی ارشاد فرمودہ دعاؤں کو پڑھیں گے تو آئی ہوئی اور آنے والی بلاؤں اور مصیبتوں سے محفوظ ہوں گے۔

کن لوگوں کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔

نبی کریمؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتا جب تک کوئی شخص دعاؤں میں جلدی نہ کرے اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے جلدی کرنے کا یہ مطلب ہے کہ یوں کہنے لگے کہ میں نے تو ہر چند دعا مانگی لیکن خدا نے قبول نہیں کی۔دعا کی قبولیت میں جلدی نہ کریں اور ایک اُس شخص کی دعا قبول نہیں کی جاتی جس کا کھانا پینا حرام ہے۔

دُعا کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے اس کے بعد حضور اکرمؐ پر درود شریف پڑھے پھر اپنے گناہوں کا اقرار کرے۔اور اس سے مغفرت چاہے۔ (منظور احمد صدر حلقہ جلال کوچہ حیدرآباد)

ایک احمدی کی چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے پہلے تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عہد نبھائے اور جن شرائطِ بیعت پر ایک عورت اور ایک مرد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا عہد کیا ہے اُن کو پورا کرے۔ اگر اُن شرائط کو پورا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہے۔

عائلی معاملات میں بہت فکرمندی پیدا کرنے والی صورتحال پیدا ہو رہی ہے۔ خلع اور طلاقوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

جھوٹ ایک ایسی بنیاد ہے جو رشتوں میں دراڑیں ڈال رہا ہے اور ایک جھوٹ کئی گھروں کو برباد کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔

(مختلف معاشرتی برائیوں اور مسائل کی نشاندہی قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانے اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بہتری کے لئے تدبیر اور دعا کرنے کی نصائح)

وہ احمدی جو یہاں آباد ہیں وہ سب اس ملک سے پیار کرتے ہیں اور اس کی ترقی کے لئے سنجیدہ ہیں۔ احمدی مسلمان ہونے کے ناطے ہم ہر قسم کی بدنظمی، فساد اور بلاوجہ خون بہانے کے خلاف ہیں۔

یونیورسٹی اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے والے طالبات کی حضور ایدہ اللہ کے ساتھ نشست۔ حضور انور کی ہدایات اور طالبات کے سوالات کے جوابات۔

جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر جھلکیاں

25/جون بروز ہفتہ 2011ء:

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جلسہ کے پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین کے جلسہ سے خطاب تھا۔ دوپہر بارہ بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ناظمہ اعلیٰ و نیشنل صدر لجنہ جرمنی اور نائب ناظمات اعلیٰ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور خواتین نے والہانہ نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

لجنہ کے اس اجلاس کے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو محترمہ صالحہ احمد صاحبہ نے کی۔ نبیلہ احمد صاحبہ نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں انیقہ شاکر صاحبہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ”حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی“ کے منتخب اشعار خوش الحانی سے پیش کئے۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں تقسیم اسناد و میڈلز

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو اسناد عطا فرمائیں اور حضرت سیدہ آپا جان مدّ ظلّہا العالی نے ان طالبات کو میڈلز پہنائے۔ تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والی ان خوش نصیب طالبات کے نام درج ذیل ہیں:

نبیلہ ہما احمد، Sandra Jetschny، عاصمہ باری احمد، افشاں رفعت قریشی، طاہرہ ملک، عطیہ احمد، منصورہ چودھری، رداء انعام، سعدیہ صدف، طیبہ احمد، ثنا مریم احمد، عائشہ احمد باجوہ، صدیقہ خان Schwarz، طاہرہ حلیم بھٹی، وردہ گل، صبیحہ احمد، صبیحہ دین، ملیحہ بیگ، زوہا اسلام احمد، طوبیٰ احمد، انیلہ احمد مرزا، شمائلہ غفّار، صفورہ چیمہ۔

مستورات سے خطاب

بعد ازاں بارہ بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الفرقان کی آیات نمبر 72 تا 75 کی تلاوت فرمائی۔ اور ان آیات کا ترجمہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”اور جو توبہ کرے اور نیک اعمال بجالائے تو وہی ہے جو اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے رجوع کرتا ہے۔ اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے ربّ کی آیات یاد کروائی جاتی ہیں تو ان پر وہ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے“۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، شروع میں بھی آپ کے سامنے تلاوت کی گئی تھیں۔ اسلام میں کسی قسم کے کفّارہ کا تصوّر، کسی گناہ کے کفّارے کا تصوّر، کسی دوسرے کے کسی کی خاطر کفّارہ ادا کرنے یا مرنے سے ادا ہونے کا نہیں ہے۔ بلکہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمّہ دار ہے اور وہ اس کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مختلف عہد جو تم نے کئے ہیں تم اُن سے متعلق پوچھے جاؤ گے۔ فرمایا کہ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا کہ اپنے عہد پورے کرو، ہر عہد کے بارے میں یقیناً ایک دن جواب طلبی ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَاقُرْبٰی۔ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ۔ وَمَنْ تَزَكّٰی فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰی لِنَفْسِهٖ۔ وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِيْرُ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی اپنے بوجھ کی طرف بلائے گی تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی نہ اٹھایا جائے گا خواہ وہ قریبی ہی کیوں نہ ہو۔ تو صرف ان لوگوں کو ڈرا سکتا ہے جو اپنے رب سے اس کے غیب میں ہونے کے باوجود ترساں رہتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو بھی پاکیزگی اختیار کرے تو اپنے ہی نفس کی خاطر پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہی آخری ٹھکانا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس ایک احمدی کی چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے پہلے تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عہد نبھائے اور جن شرائطِ بیعت پر ایک عورت اور ایک مرد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا عہد کیا ہے اُن کو پورا کرے۔ اگر اُن شرائط کو پورا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہے۔ اگر ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹنا ہے اور یقیناً ہر احمدی کا یہ ایمان ہے اور ہونا چاہئے کیونکہ اس کے بغیر تو ایک کھوکھلا دعویٰ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ بندے کو خدا کے قریب کرنا اور خدا سے تعلق پیدا کرنا اور خدا کی پہچان کروانا تو پھر ہمیں اُن باتوں کو دیکھنا ہوگا جو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صرف اس بات پر راضی نہیں ہو جائے گا کہ تم نے مسیح موعود کو مان لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کرنے والے بن گئے یا بن گئی اور اس سے بخشش کے سامان ہو جائیں گے۔ اور یہی خالی خولی بیعت ہمارے گناہوں کا کفّارہ بن جائے گی، یا اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بن جائے گی۔ فرماتا ہے ایسا نہیں ہوگا بلکہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھرا رکھتے ہوئے اُس کے احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔ جیسا کہ اس آیت میں واضح ہے کہ اپنے بوجھ آپ ہی اُٹھانے پڑیں گے۔ اگر کوئی گناہ کرتا ہے، اگر کوئی خدا تعالیٰ کی باتوں پر کان نہیں دھرتا، توجہ نہیں دیتا تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ فرمایا کہ یہاں تک واضح ہو کہ تمہارے بڑے قریبی بھی جو تمہاری خاطر قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں وہ بھی اُس دن کسی کام نہیں آئیں گے بلکہ تمہارے عمل جو تم اللہ تعالیٰ کے خوف سے بجالاتی رہی ہو، وہ تمہارے کام آئیں گے۔ تمہاری نمازیں جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے ادا کی جاتی ہیں وہ تمہارے کام آئیں گی۔ تمہاری اپنے نفس کو ہر غیر اللہ سے پاک رکھنے کی کوششیں تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بنیں گی۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک حقیقی مسلمان کے لئے کوئی کفّارہ کا تصور نہیں ہے بلکہ دلوں کی نیکیاں ہیں، پاک عمل ہیں، اللہ تعالیٰ کا غیب میں بھی خوف ہے جو انسانوں کے کام آنے والا ہے، ایک مومن کے کام آنے والا ہے۔

اب غیب کے حوالے سے قرآنِ کریم میں عورت کو کیا نصیحت کی گئی ہے، نصیحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے۔ غیب میں بھی وہی نیکیوں پر قائم رہ سکتی ہے یا رہ سکتا ہے، وہی شخص فرمانبردار ہو سکتا ہے وہی عورت فرمانبردار ہو سکتی ہے، وہی اپنے اور اپنے خاوندوں کے رازوں کی حفاظت کر سکتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ پر یقین ہو، اُس کا خوف ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اُس کے دل میں ہو۔

غیب میں جن چیزوں کی حفاظت کا حکم ہے اُن میں اپنے خاوند کے بچوں کی تربیت کی نگرانی اور اُن کی دیکھ بھال بھی ہے۔ یہ نہیں کہ خاوند گھر سے باہر اپنے کام کے لئے نکلا تو عورت نے بھی اپنا بیگ اُٹھایا اور بچوں کو گھر میں چھوڑا اور اپنی مجلسیں لگانے کے لئے نکل پڑی۔ یا بچوں کی تربیت کی طرف صحیح توجہ نہیں دی۔ ایک بہت بڑی ذمہ داری بچوں کی تربیت کی عورت پر ہے۔ اِن کو پورا نہ کر کے وہ نہ صالحات میں شمار ہو سکتی ہے، نہ قانتات میں شمار ہو سکتی ہے، نہ اُس نسل کی حفاظت کا حق ادا کر سکتی ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اُس پر ڈالی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے گھر کی نگران ہے اور اُس کے بارے میں اُس سے پوچھا جائے گا اور بچوں کی حفاظت اور تربیت کی بہت بڑی ذمہ داری عورت پر ہے۔ پس ہر احمدی عورت کو اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے، اسی طرح ہر لڑکی جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی، نوجوانی کی عمر کو پہنچی ہوئی ہے اُس کا شمار حافظات اور فرمانبرداروں میں تب ہوگا جب وہ اپنے تقدس کی حفاظت کر رہی ہوگی۔ گھر سے باہر نکلتے ہوئے اُس کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا۔ اُس کا لباس اُس کے تقدس کی پہچان ہوگی۔ یہ نہیں کہ مغربی معاشرے سے متاثر ہو کر اپنے لباسوں کو اتار دو، اپنے تقدس کا خیال نہ رکھو، اپنی حیا کا خیال نہ رکھو۔ نہیں۔ جب یہ چیزیں ہوں گی تبھی آپ صالحات کہلائیں گی، تبھی قانتات کہلائیں گی، تبھی حفاظت کرنے والی کہلائیں گی۔ بیشک ماں باپ، بڑے رشتہ دار یا جماعت کے افراد کسی کو نہیں دیکھ رہے، لیکن ہمیشہ یہ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے جو ہر غیب کا علم رکھتا ہے۔ وہ خدا دیکھ رہا ہے جو تمہارے ہر عہد کے بارے میں تم سے پوچھے گا۔ اور ہر احمدی عورت اور مرد نے تقویٰ پر چلنے کا عہد کیا ہے۔ اس لئے اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ورنہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر ایک اپنے بوجھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا اور یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ دنیا کی دولت، مال اسباب یہیں رہ جانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور نیک اعمال ہی پیش ہونے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس توبہ استغفار سے ہمیں اپنے اعمال کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مضمون کی

طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا کہ اور جو توبہ کرے اور نیک اعمال بجالائے وہی ہے جو حقیقی مومن ہوتا ہے۔

پس حقیقی توبہ صرف زبانی توبہ نہیں ہے بلکہ اعمالِ صالحہ کے ساتھ اُس کو سجانے کی ضرورت ہے۔ اب جس نے حقیقی توبہ کی ہے وہ ہمیشہ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو سامنے رکھے گی۔ اس لئے کہ یہ بات اُس عمل سے اسے کراہت دلوائے گی، نفرت پیدا کرے گی۔ اور جب کراہت پیدا ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے صدقہ اور خیرات کی طرف توجہ ہوگی۔ وہ عمل جو خدا تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہیں کبھی نہ کرنے کا وہ عہد بھی کرے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پھر بعض لوگ ہیں، بعض عورتیں ہیں اپنی بعض رنجشوں میں مثلاً اُن کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں یا کوشش کرتی ہے۔ دلوں میں کینے اور بُغض پنپتے رہتے ہیں۔ حقیقی توبہ یہ ہے کہ جن سے رنجشیں ہیں اُن سے نہ صرف صلح کرو بلکہ اُن کے نقصان کا ازالہ کرو۔ اور یہ ازالہ اُس توبہ کے ساتھ جب ہوگا تو وہی نیک عمل ہوگا، وہی عملِ صالح ہوگا۔ بعض خاوند، بیویاں، ساس، بہوئیں، نندیں، بھابیاں مجھے تو خط لکھ دیتی ہیں کہ ہم سے غلطی ہوگئی اور ہم آئندہ ایسا کریں گی یا نہیں کریں گے لیکن جن کو نقصان پہنچایا ہوتا ہے یا جس کو نقصان پہنچانے کی کوشش ہوتی ہے، اس سے نہ معافی مانگتی ہیں، نہ اظہارِ ندامت کرتی ہیں۔ بہر حال اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، مَردوں کو بھی، عورتوں کو بھی، کیونکہ مَردوں کا بھی یہی حال ہے۔ دنیاوی لالچ اس طرح غالب آجاتی ہیں کہ خدا کا خوف بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ ظاہری طور پر تو معذرت بھی بعض دفعہ بعض لوگ کر لیتے ہیں لیکن بُغض اور کینے جیسا کہ میں نے کہا اندر ہی اندر پک رہے ہوتے ہیں اور جب بھی موقع ملے پھر نقصان پہنچانے کی کوشش ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حقیقی توبہ کو مشروط کر دیا ہے نیک عمل کے ساتھ، کہ اگر نیک عمل ہوگا تو حقیقی توبہ ہوگی۔ اگر کسی غلطی کا مداوا اور ازالہ ہوگا تو پھر ہی توبہ قبول ہوگی۔ اور جب یہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے لوگ حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے ہیں۔ اس بارے میں اَور بھی جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس ایسی توبہ اور استغفار کی ہمیں ہر وقت تلاش رہنی چاہئے جو حقیقی توبہ ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى کہ اور یقیناً میں بہت بخشنے والا ہوں اُسے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے پھر ہدایت پر قائم رہے۔ اب یہاں فرمایا کہ ہدایت پر قائم رہے۔ پس مزید واضح کر دیا کہ توبہ کے ساتھ عملِ صالح ضروری ہے اور عملِ صالح کی مزید یہاں ہدایت فرما دی، تلقین فرمادی کہ کوئی غلط فہمی نہ رہے کہ مَیں نے خود آگے بڑھ کر صلح کر لی ہے بلکہ فرمایا کہ یہ جو ہدایت کا کام تم نے کیا ہے، یہ عملِ صالح اگر تم نے کیا ہے، تمہارے نزدیک یہ عملِ صالح ہے تو یہ ایک دفعہ کا عمل نہیں ہے کہ توبہ کر لی اور میں نے صلح کر لی اور معافی مانگ لی، بلکہ پھر اس پر قائم بھی رہنا ہے، ہمیشہ کے لئے قائم رہنا ہے۔ ہدایت پر قائم رہنا تمہیں پھر خدا تعالیٰ کا قرب دلائے گا۔

پس دل صاف ہونے کا دعویٰ تبھی قابلِ قبول ہے جب اس پر قائم بھی ہو اور ہدایت پر نہ صرف قائم ہو بلکہ عملِ صالح ہر عورت کی، ہر مرد کی، ہر احمدی کی ایک پہچان بن جائے اور یہ پہچان دوسروں کے لئے بھی سبق اور نمونہ ہو۔ اب ہر کوئی اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ سکتا ہے کیونکہ اگر حقیقت میں پاک دل ہو کر اپنے دل کو ٹٹولا جائے تو اپنے ضمیر کا فیصلہ سب سے اچھا فیصلہ ہوتا ہے بشرطیکہ دل صاف ہو، بشرطیکہ خدا تعالیٰ کا خوف ہو کہ کیا میری توبہ حقیقی ہے؟ کیا میرا عملِ صالح اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہے؟ اور اگر ہے تو کیا مَیں خالصتاً للہ اب نیکیوں کو اختیار کرنے اور برائیوں کو چھوڑنے پر سختی سے قائم ہوں؟ کچھ عرصے کے بعد جب آدمی جائزہ لیتا ہے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ قائم ہوں کہ نہیں ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کا ایک ٹیسٹ ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، توبہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہدایت پر قائم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ ٹیسٹ یہ ہے کہ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ گواہی کے متعلق فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پس دیکھیں یہ خوبصورت تعلیم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ ہم دنیا کو بتانے کے لئے تو یہ دعوے کرتے رہتے ہیں کہ اسلام کی یہ خوبصورت تعلیم ہے، اسلام کی وہ خوبصورت تعلیم ہے اور جماعت احمدیہ دنیا میں انصاف اور محبت کا پرچار کرتی ہے لیکن اگر ہمارے عمل ہمارے قول کے خلاف ہیں تو ہم اپنے نفس کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور دنیا کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ اب یہ بڑا مشکل مسئلہ ہے کہ انسان اپنے خلاف گواہی دے۔ صلح بھی کر لی، توبہ بھی کر لی، عملِ صالح بھی کر لیا، لیکن کچھ عرصہ بعد کہیں ایسا موقع آئے جہاں سچ بول کر اپنے خلاف گواہی دینی پڑے تو دل کو ٹٹولیں کہ کیا ہم ایسے ہیں جو سچائی پر قائم رہتے ہوئے اپنے خلاف گواہی دینے والے بنیں گے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ تو جھوٹ بول کر اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اگر اپنے گھروں میں امن قائم کرنا چاہتی ہو یا اپنے معاشرے میں امن قائم کرنا چاہتی ہو تو کبھی جھوٹ کا سہارا نہ لو یہاں تک کہ اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دو۔ اپنی غلطی کا اعتراف کرو۔ اپنے والدین کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ اپنے قریبی دوستوں، رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ اگر اس ایک بات کو ہر احمدی عورت اور مرد پلّے باندھ لے تو گھروں کے فساد ختم ہو جائیں۔ قضا میں معاملات آتے ہیں، اکثر میں نے دیکھا ہے، بات کو طول دینے کے لئے اپنے حق میں فیصلے کروانے کے لئے جھوٹ پر بنیاد ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ عورت کی طرف سے بھی اپنے کیس کو مضبوط کرنے کے لئے جھوٹ بولا جا رہا ہوتا ہے اور مرد کی طرف سے بھی اپنے معاملے کو مضبوط کرنے کے لئے جھوٹ بولا جا رہا ہوتا ہے۔ اور پھر وکیل اور مشورہ دینے والے دوسرے لوگ جو اس کام پر مقرر کئے جاتے ہیں، وہ اس پر سونے پر سہاگہ، وہ اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے کہ ہم نے بڑا اچھا کیس لڑا جھوٹ کی ترغیب دلاتے ہیں یا جھوٹے کیس بنا لیتے ہیں یا اپنے پاس سے بھی خود کچھ نہ کچھ add کر لیتے ہیں۔ وکیل تو اپنی برتری اس لئے سمجھتے ہیں کہ اگر یہ کیس ہم جیت گئے تو ہماری بڑی واہ واہ ہو جائے گی اور ہمارا کام چمکے گا۔ گویا یہاں انہوں نے شرک شروع کر دیا اور جھوٹ کو اپنا رازق بنا لیا۔ لوگ کہیں گے بڑا اچھا وکیل ہے۔ تو اس طرح معاملات ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہ ہو تو برائیاں پھر پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ پس اللہ فرماتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی خاطر انصاف کے تقاضے پورے کرو اور اپنی اناؤں کے جال میں نہ پھنسو۔ اگر نہیں پھنسو گے اگر حقیقت میں ہر احمدی مرد اور عورت اس طرف توجہ دے تو بہت سے مسائل بڑی آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً عائلی معاملات میں بہت فکرمندی پیدا کرنے والی صورت پیدا ہو رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج کل ہر جگہ یہ صورتحال ہے اور جرمنی بھی اس میں شامل ہے۔ صبر نہیں رہا آج کل، حوصلہ نہیں رہا، برداشت نہیں رہی۔ اگر ایک فریق زیادتی کرتا ہے تو دوسرا فریق پھر نہلے پہ دہلا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ خلع اور طلاقوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یہ خوفناک صورتحال ہے۔ یہ ایک جگہ قائم نہیں بلکہ میں نے جائزہ لیا ہے ہر سال خلع اور طلاقوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دونوں فریق کچھ سچ کچھ جھوٹ بول کر اپنا کیس مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر آپس میں بعض غلط بیانیاں کر کے اپنا اعتماد ایک دوسرے کے لئے کھو دیتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ میرے لئے یہ بات قابلِ فکر اس لئے ہے کہ خلع کی تعداد جماعت میں بہت بڑھ رہی ہے اور خلع لڑکیوں کی طرف سے، عورتوں کی طرف سے لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا جرمنی میں بھی افسوسناک صورتحال ہے۔ بعض لڑکیاں والدین کے کہنے پر شادی کر لیتی ہیں، پہلے سچ بولنے اور حق کہنے کی جرأت نہیں ہوتی اور جب شادی ہو جاتی ہے پھر بعض ایسی حرکتیں کرتی ہیں جن سے میاں بیوی میں اعتماد میں کمی ہو جاتی ہے اور پھر لڑائیاں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ پاکستان سے رشتے کر کے آجاتی ہیں جماعتی جائزے نہیں لئے جاتے، رپورٹیں نہیں لی جاتیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ جماعت نے ہماری مدد نہیں کی۔ یہاں سے بعض لڑکے لڑکیوں کو بلا لیتے ہیں، اُن سے زیادتیاں کرتے ہیں اور پھر طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ تو دونوں طرف سے ایک ایسی خوفناک صورتحال پیدا ہو رہی ہے جس کی جماعت کو فکر کرنی چاہئے۔

بعض دفعہ شادی کے بعد لڑکیاں بتاتی ہیں کہ ہمیں یہ رشتہ پسند نہیں ہے۔ ماں باپ نے کہا مجبوری تھی۔ بعض لڑکے بھی شادی کے بعد بتاتے ہیں۔ لڑکوں میں بھی اتنی جرأت نہیں ہے، یا پھر اُن کو پتہ چلتا ہے کہ وہ لڑکے یا لڑکی کہیں اور involve ہیں یا کسی دوسرے رشتہ کو پسند کرتے ہیں۔ تو اپنی پسند کے رشتے وہ شروع میں بتا دیں، تو کم از کم دو گھروں کی زندگیاں برباد تو نہ ہوں۔ اور پھر ایسے بھی معاملات ہیں جہاں ماں باپ کو پہلے پتہ ہوتا ہے، لیکن اس خیال سے شادی کروا دیتے ہیں کہ بعد میں ٹھیک ہو جائے گا لیکن یہ ہوتا نہیں ہے۔ لڑکا ہو یا لڑکی ٹھیک تو نہیں ہوتے البتہ دونوں میں سے کسی ایک کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ ایسے بھی ہیں جو پاکستان میں بڑا اچھا کام کرتے ہیں۔ یہاں کی رہنے والی لڑکیاں اُن کے کام چھڑوا کر اُن کو وہاں سے بلوا لیتی ہیں، اور یہاں آکر پھر اُن کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ پھر لڑائیاں گھروں میں شروع ہو جاتی ہیں۔ لڑکیاں تو رخصت ہوا کرتی ہیں گھروں سے، اگر رخصت نہیں ہو سکتیں تو پھر ایسے دور کے رشتوں میں شادی نہ کریں۔ پھر یہیں یورپ میں رشتے تلاش کریں۔ پھر ایسے بھی لڑکے ہیں جو تعلیم وغیرہ کے بارہ میں جھوٹ بول کر رشتہ کر لیتے ہیں۔ غلط بیانی کرتے ہیں کہ ہماری اتنی تعلیم ہے اور جب یہاں آتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ کیونکہ احمدی لڑکیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے زیادہ پڑھی لکھی ہیں، لڑکے نکمّے ہوتے ہیں، وہ پڑھے لکھے نہیں، پھر رشتوں میں دراڑیں پڑتی ہیں۔ تو جھوٹ ایک ایسی بنیاد ہے جو رشتوں میں دراڑیں ڈال رہا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر یہ ہوتا ہے۔ پھر ایسی لڑکیاں بھی ہیں پاکستان میں بھی جو یہاں باہر آنے کے لئے رشتے کر لیتی ہیں تو پاکستان سے آنے والی لڑکیاں بھی سوچ سمجھ کر آیا کریں۔ غرض دونوں طرف سے جھوٹ بولا جاتا ہے اور یہ ایک جھوٹ کئی گھروں کو برباد کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ پھر جیسا کہ مَیں نے کہا جب مقدمے چلتے ہیں، خلع طلاق کی کارروائی ہوتی ہے تو پھر بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر حق بات بتائی جائے، ایک دوسرے پر اپنے حقوق ثابت کرنے کے لئے غلط الزامات لگائے جاتے ہیں۔ جہیز بری کے مطالبوں کے لئے کہ یہ سامان ہمیں واپس کرو، وہ سامان واپس کرو بعض دفعہ غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض لڑکوں سے بڑی بڑی رقمیں حق مہر رکھوا لیا جاتا ہے۔ کونسا ہم نے لینا ہے۔ اگر لینا نہیں تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ حق مہر مقرر ہی اس لئے کیا جاتا ہے کہ عورت لے اور یہ عورت کا حق ہے، اُس کو لینا چاہئے۔ یہ کہہ دیتی ہیں ہم نے حق مہر معاف کر دیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے کہا حق مہر میری بیوی نے معاف کر دیا۔ آپ نے کہا کہ جا کے پہلے بیوی کے ہاتھ پر حق مہر رکھو، پھر اگر وہ واپس کرتی ہے تب حق مہر معاف ہوتا ہے۔ نہیں تو نہیں۔ خیر انہوں نے قرض لے کر جا کر دو بیویاں تھیں بیچارے کی، جب دونوں کے ہاتھ میں برابر کا حق مہر رکھ دیا اور کہا واپس کر دو، تم معاف کر چکی ہو۔ انہوں نے کہا ہم تو اس لئے معاف کر چکی تھیں کہ ہمارا خیال تھا کہ تمہیں دینے کی طاقت نہیں ہے اور تم دو گے نہیں۔ تو اب تو تم نے دے دیا ہے تو دوڑ جاؤ۔ تو پھر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے۔ آپ بڑے ہنسے اور آپ نے کہا ٹھیک ہے، ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ تو حق مہر لینے کے لئے ہوتا ہے، حق مہر معاف کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ اور یہ عورت کا حق ہے کہ لے۔ جنہوں نے معاف کرنا ہے وہ پہلے یہ کہیں کہ ہمارے ہاتھ پر رکھ دو پھر اگر اتنا کھلا دل ہے، حوصلہ ہے تو پھر واپس کر دیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بہر حال جب حق مہر زیادہ رکھوائے جاتے ہیں تو جب فیصلے ہوتے ہیں خلع طلاق کے قضا کو یہ اختیار ہے کہ اگر کسی شخص کی حیثیت نہیں ہے اور ناجائز طور پر حق مہر رکھوایا گیا تھا تو اُس حق مہر کو خود مقرر کر دے، اور یہ ہوتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو عدالت میں اپنے مفادات لے لیتے ہیں اور لے لیتی ہیں، لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی، اور پھر اس کے بعد کہتے ہیں ہمارا شرعی حق یہ بنتا تھا۔ پھر جماعت میں بھی آجاتے ہیں۔ اگر شرعی حق بنتا تھا تو پھر شرعی حق لو یا قانونی حق لو۔ بعض دفعہ قانونی حق شرعی حق سے زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے بہر حال ایک طرف کا لینا چاہئے۔ ظلم جو ہے وہ نہیں ہونا چاہئے۔ زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔ نہ ایک فریق پر، نہ لڑکے پر، نہ لڑکی پر۔ پھر اس کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ پس یہ ایسے کراہت والے کام ہیں کہ ان کو دیکھ کر ایک شریف شخص کراہت کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کہتے ہو کہ اے خدا! مجھے معاف کر دے، میری برائیوں کو دور کر دے، میں توبہ کرتا ہوں، تو جن باتوں سے توبہ کر رہی ہو یا کر رہے ہو اُس کے مقابلے پر اعمالِ صالحہ پیش کرو تا کہ سمجھا جائے کہ توبہ حقیقی ہے۔ تم تو اپنے دنیاوی معاملات میں محض دنیاوی فائدے اُٹھانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتے ہو۔ پھر توبہ کیسی؟ جبکہ ایک مومنہ اور ایک مومن کی شان تو یہ ہے کہ اگر بامر مجبوری ایسی باتوں سے واسطہ پڑ بھی جائے، طلاق اور خلع گو اسلام میں جائز ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور مکروہ ہے۔ تو پھر انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے حق بات کہو۔ سچ کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

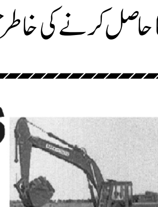

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

دو، کیونکہ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

پھر فرماتا ہے وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا کہ مومن کی یہ شان بھی ہے کہ جب وہ لغو بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ بغیر اُن پر توجہ دیئے گزر جاتے ہیں۔ جب مومن کو چھوٹی چھوٹی دنیاوی باتوں میں الجھا کر نیکیوں سے دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو ایک مومن ان میں الجھتا نہیں بلکہ صَرفِ نظر کرتے ہوئے وہاں سے گزر جاتا ہے، اپنا پلو بچا کر وہاں سے گزر جاتا ہے۔ بجائے اس کے کہ جھوٹ کے مقابلے میں جھوٹ گھڑے ایک مومن کا جواب ہمیشہ یہ ہوگا کہ یہ کراہت کا کام ہے، گناہ کا کام ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے۔ اور جب یہ رویہ ہوگا تو جھگڑوں میں طُول پیدا نہیں ہوگا، معاشرے میں امن پیدا ہوگا، گھروں میں امن پیدا ہوگا۔ اگر معاملات اس انتہا پر پہنچ چکے ہیں کہ قاضی کے پاس ہیں تو عدالت میں جا کے جو حق بات ہے وہ کہنی چاہئے، اور بس اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ ایسے بھی بعض ٹیڑھے قسم کے لوگ ہوتے ہیں کہ قضا میں جب اُن کی تسلی کا فیصلہ نہیں ہوتا تو باہر نکل کر دوسرے فریق کو لڑائی میں الجھانے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ لڑائی ہو اور پھر ایک نیا مقدمہ کر کے اُسے مقدمات میں پھنسایا جائے اور اُس کو طول دیا جائے۔ ایسی صورت میں مومن کو یہی حکم ہے کہ اگر حقیقی مومن ہو تو طرح دے کر گزر جاؤ، کسی طرح بہانہ بنا کر وہاں سے چلے جاؤ، ہٹ جاؤ۔ اگر پھر بھی کوئی باز نہ آئے تو حُکّام سے یا انتظامیہ سے رابطہ کرو لیکن خود سے کسی قسم کی لڑائی میں براہِ راست کسی احمدی کو ملوث نہیں ہونا چاہئے۔ بعض عورتیں اگر لڑتی نہیں ہیں تو گالم گلوچ بھی کر لیتی ہیں، یہ نہیں ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے“ (جب لڑائی ہوگی تو ظاہر ہے کچھ نہ کچھ ایک بولے گا دوسرا بھی بولے گا) ”جیسے مقدمات میں ہوتا ہے“ فرمایا ”اس لئے آرام اس میں ہے کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو۔ سدّ باب کا طریق رکھو اور کسی سے جھگڑا مت کرو۔ زبان بند رکھو۔ گالیاں دینے والے کے پاس سے گزر جاؤ“۔ وہ گالیاں دے رہا ہے اس کے پاس سے گزر جاؤ، ”گویا سنا ہی نہیں“۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 131 ایڈیشن 2003ء)

اب یہ بہت مشکل کام ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو تو پھر اپنی طبیعت پر جبر کرنا پڑتا ہے۔ پس اگر دل میں تقویٰ ہے تو ناجائز غصہ سے انسان کو تقویٰ باز رکھتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے کہ اُسے غصہ آ جاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کچھ نہ کچھ جواب دو گے۔ لیکن اگر انسان اُس جگہ کھڑا رہے جہاں غصہ دلانے والی حرکات ہو رہی ہیں تو پھر ایک وقت آئے گا غصہ میں خود بخود بھڑک جائے گا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو بھی غصہ سے بچانے کے لئے وقار سے ایسی جگہوں سے اُٹھ کر چلے جاؤ۔

پھر اللہ تعالیٰ مومن کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کہ اور وہ لوگ جب اُن کو اُن کے ربّ کی ہدایات یاد دلوائی جاتی ہیں تو بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ جب بھی کوئی حکم اُن کے سامنے اُن کے رب کے حوالے سے پیش کیا جاتا ہے تو اُس کو غور سے سنتے ہیں۔ توبہ کرنا، جھوٹ سے بچنا، لغویات سے بچنا یہ چند حکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار احکامات ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے نصیحت کی جاتی ہے اور جن کے بارے میں اس زمانے کے امام اور مسیح و مہدی نے فرمایا کہ جو ان احکام پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پس ہم احمدی کسی دنیاوی فائدے کے لئے احمدی نہیں ہوئے، جہاں جماعت پر سختیاں کی جا رہی ہیں وہ لوگ اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اُن سختیوں کو برداشت کر رہے ہیں، کیا اس کے مقابلے پر اُن کو کوئی دنیاوی فائدہ بھی مل رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس جب ہم دنیاداروں کے ظلم اس لئے سہہ رہے ہیں کہ زمانے کے امام کی بیعت میں آ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں، اُس پیشگوئی کو پورا کریں جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول نے کی ہے کہ آخری زمانے میں جو مسیح و مہدی آئے اُسے قبول کرنا تو پھر یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اُس آنے والے کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں۔ آپؑ اپنی جماعت کا ایک معیار دیکھنا چاہتے ہیں جس کی آپ نے بارہا نصیحت فرمائی ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ سواے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ پس تقویٰ پر جب ہم چلیں گے تو قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ اُن لوگوں کی طرح نہیں ہوں گے جو ایک کان سے بات سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔ پس اگر ہماری عورتیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم نے ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرنا ہے، ہم نے تمام احکامات پر عمل کرنا ہے، ہم نے زمانے کے امام کی نصائح پر عمل کرنا ہے تو ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہیں جو آپ کو نہیں مانتا وہ بہروں اور اندھوں میں شامل ہے، لیکن ہم یہ دعویٰ کر کے پھر آپ کی باتوں پر عمل نہیں کرتے، آپ کی خواہشات کے مطابق اپنی زندگیوں کو نہیں ڈھالتے، قرآنِ کریم کو اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل نہیں بناتے، منہ سے تو ہم بیشک کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو مان لیا ہے لیکن عملی طور پر ہم آپ سے صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا معاملہ کر رہے ہیں۔ پس یہ بہت فکر کا مقام ہے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ جو بیعت میں داخل ہوئے ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ تم نے عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عہد تمہارا اللہ کے ساتھ ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اس عہد پر مضبوط رہنا چاہئے۔ ہر ایک برائی اور شائبہ گناہ سے اجتناب کرنا چاہئے“۔ ہر برائی سے اور ایسا گناہ جس کا شائبہ بھی ہو کہ یہ گناہ ہے اُس سے اجتناب کرنا چاہئے، بچنا چاہئے۔ فرمایا ”ہماری جماعت کو ایک پاک نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ زبانی لاف گزاف سے کچھ نہیں بنتا جب تک انسان کچھ کر کے نہ دکھائے۔

پس اپنے جائزے لیتے ہوئے یہ معیار قائم کرنے کی ہم کوشش کریں گے تو تبھی ہم اپنے مقصدِ بیعت کو پورا کرنے والے ہوں گے ورنہ غیر اگر آپ کو نہ مان کر صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا اظہار کر رہے ہیں تو ہم اپنے ظاہری بیعت کا اظہار کر کے اپنے عمل سے صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پس دعاؤں اور اپنی عملی حالت میں کوشش کے ساتھ تبدیلی کر کے ہر عورت اور مرد کو حقیقی بیعت کنندگان میں شامل ہونے کا نمونہ دکھانا چاہئے تا کہ اُن لوگوں میں شامل ہوں جو نہ صرف اپنی نیک حالتوں کی فکر میں رہتے ہیں بلکہ اپنی نسلوں کی بھلائی کی بھی فکر رہتی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی ہے کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

پس جہاں یہ دعا مردوں کے لئے اہم ہے وہاں عورتوں کے لئے بھی اہم ہے کہ ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ اور جب ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے لئے دعا کر رہے ہوں گے تو ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک کی طرف بھی نظر ہوگی۔ ایک دوسرے کی برائیوں سے صرفِ نظر ہوگی اور ایک دوسرے کی خوبیوں کی طرف نظر ہوگی۔ میرے پاس بعض دفعہ نئے جوڑے آتے ہیں کہ نصیحت کریں، اور جیسا کہ میں نے بتایا کہ آجکل کے جو خلع اور طلاق کے بڑے قابلِ فکر حد تک حالات ہیں۔ مَیں تو اُن کو یہی کہتا ہوں کہ ایک دوسرے کی برائیوں سے صَرفِ نظر کرو اور ایک دوسرے کی خوبیوں پر نظر رکھو۔ اب جو شادیاں ہو گئی ہیں ان جوڑوں کو، ان رشتوں کو نبھاؤ اور پھر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ جب دعاؤں سے اور کوشش سے یہ کر رہے ہو گے تو انشاء اللہ تعالیٰ رشتے بھی کامیاب ہوں گے۔ جب مرد اور عورت ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں گے تو آئندہ آنے والی نسلیں بھی ماں باپ کے نیک نمونے دیکھ کر ماں باپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کی کوشش کریں گی۔ اور جب خدا تعالیٰ کے حضور مرد اور عورت ایک دوسرے کے لئے اور اپنے بچوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کی دعا کر رہے ہوں گے اور نسل میں سے متقی پیدا ہونے کی دعا کر رہے ہوں گے، وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ نیک نسل کی دعا ہی ہے۔ کیونکہ ایک گھرانے کا سربراہ اپنے گھر کا ہی امام ہے۔ یہ جو کہتا ہے کہ مجھے متقیوں کا امام بنا اس کا مطلب ہے کہ میری نسل میں سے نیک لوگ ہی پیدا کر۔ پس جب مرد یہ دعا مانگ رہا ہوگا۔ تو وہ اپنی بیوی اور بچوں کے متقی ہونے کی دعا مانگ رہا ہوگا جب عورت دعا مانگ رہی ہوگی تو گھر کے نگران کی حیثیت سے وہ اپنے بچوں کے متقی ہونے کے لئے دعا مانگ رہی ہوگی۔ اور جب اس شوق کے ساتھ دعا ہوگی تو پھر اپنے آپ کو بھی تقویٰ پر قائم رکھنے کی کوشش ہوگی اور ایسا گھر پھر جنت کا نظارہ پیش کرنے والا گھر ہوگا جس میں بڑے بچے سب خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے کوشش کر رہے ہوں گے۔ اور پھر ایسے ماں باپ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد یہ بچے اُن کے لئے ثواب کا موجب بھی بن رہے ہوں گے۔ بچوں کی نیک تربیت کا ماں باپ کو ثواب مل رہا ہوگا۔ باپ کو تو ثواب مل رہا ہوگا لیکن ماں کو بھی ثواب مل رہا ہوگا کیونکہ گھر کے نگران کی حیثیت سے ماں ذمہ وار ہے۔ بچوں کی نیکیاں اُن کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بن رہی ہوں گی۔ اور کون مومن ہے جو ایمان کا دعویٰ کرے اور پھر یہ کہے کہ مرنے کے بعد مجھے درجات کی بلندی کی ضرورت نہیں ہے۔ پس یہ دعا ایک ایسی دعا ہے جو نسلوں کے سدھارنے کے بھی کام آتی ہے اور اپنی اصلاح کے بھی کام آتی ہے اور مرنے کے بعد نیک نسل کی دعاؤں اور اعمال کی وجہ سے درجات کی بلندی کے بھی کام آتی ہے۔

اور پھر مومن کی شان کی طرف بھی اس میں اشارہ ملتا ہے کہ مومن چھوٹی چھوٹی باتوں پر راضی نہیں ہوتا بلکہ ترقی کی منازل کی طرف قدم مارتا ہے۔ قدم اُس کے آگے بڑھتے ہیں۔ متقی خود بھی تقویٰ میں بڑھتا ہے اور اپنی نسل کو بھی تقویٰ میں بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ پس خوش قسمت ہیں وہ ماں باپ جو اپنے بچوں کی تربیت کی فکر میں رہتے ہیں، اُن کو دین کے قریب کرتے ہیں، اُن میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرتے ہیں اور پھر اپنی حالتوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کر کے اپنی دنیا و عاقبت بھی سنوارتے ہیں۔ پس اس دعا کو بہت شدت سے اور سمجھ کر پڑھنے کی ہر احمدی عورت اور مرد کو ضرورت ہے۔ بہت سے لوگوں کو اولاد سے شکوہ ہوتا ہے کہ اولاد بگڑ گئی۔ اگر نیک تربیت اور دعاؤں کی طرف توجہ ہو تو اللہ تعالیٰ پھر فضل فرماتا ہے اَولاد کو اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ بگڑنے سے بچاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور اُن کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی دعا کرتے ہیں اور نہ مراتبِ تربیت کو مدّ نظر رکھتے ہیں۔ تربیت کے جو مختلف مرتبے ہیں اُن کو بھی مدّ نظر نہیں رکھتے۔ ہر عمر کے لحاظ سے تربیت کے مختلف پہلو ہیں اُن کو سامنے رکھنا چاہئے۔ فرمایا کہ میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔

پس اپنی اور اپنی اولادوں کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا یہ طریق ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے، جسے ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور خاص طور پر اگر ہماری عورتیں اس سوچ کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ نسلیں جماعت کا مفید وجود بن کر آئندہ آنے والی نسلوں کی تربیت کا بھی ذریعہ بن جائیں گی اور یوں یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہی زندہ قوموں کی نشانی ہے کہ اُن کی نیکیاں نسلوں میں بھی جاری رہتی ہیں، اُن میں تنزل نہیں آتا بلکہ ترقی کی طرف قدم بڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام عورتوں اور مردوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب دوپہر ایک بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

اس کے بعد لجنہ اور بچیوں کے مختلف گروپس نے اردو، عربی، فارسی اور جرمن زبانوں میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ اور خواتین نے نعرہ ہائے تکبیر بھی بلند کئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از راہ شفقت کچھ وقت کے لئے کم عمر بچوں والی مارکی میں تشریف لے گئے اور یہاں پر موجود خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہا۔

بعد ازاں دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281, 04027172202

09849128919, 08019590070

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدر آباد۔ آندھرا پردیش

بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جرمن مہمانوں اور مختلف ممالک سے آئے ہوئے وفود کے ساتھ منعقدہ پروگرام

پروگرام کے مطابق چار بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کے لئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔اس پروگرام میں جرمنی کے مختلف شہروں سے آنے والے 313 غیراز جماعت اور غیر مسلم مہمانوں کے علاوہ آئس لینڈ، ہنگری، رومانیہ، بلغاریہ، میسیڈونیا، البانیا، پولینڈ، سلواکیہ، لیتھوانیا، اسٹونیا، سلووینیا، مالٹا، آسٹریا، بوزنیا، کوسووو اور ترکی سے آنے والے وفود بھی شامل تھے۔

سوال وجواب کی صورت میں یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر اس پروگرام کا آخری سیشن تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہمانوں سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ کے فرمودہ انگریزی زبان میں خطاب کا اردو ترجمہ

تشہد وتعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

تمام قابل احترام منتخب مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمتیں اور برکتیں آپ سب پر ہوں۔سب سے پہلے مَیں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس موقع پر موجود ہیں باوجودیکہ ان کا مذہب ہم سے مختلف ہے ۔ یہ پروگرام خاص طور پر غیر احمدی دوستوں کے لیے ہے جس میں سے اکثریت غیر مسلم بھی ہے ۔ بلا شبہ آپ کی یہاں موجودگی آپ کی وسعت ذہنی کی علامت ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ مذہب کے امتیاز سے بالاتر ہوکر جرمن شہری کی حیثیت سے دوسروں کے خیالات کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

بہت سے احمدی جرمنی میں جرمنی الاصل (German origin) نہیں ہیں۔ بہت ہی قلیل تعداد کے علاوہ باقی سب یا پاکستانی ہیں یا ایشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ یہاں نہ صرف بلا امتیاز مذہب تشریف لائے ہیں بلکہ آپ بلا امتیاز قومیت وکلچر بھی یہاں تشریف لائے ہیں۔ یہ کہا جاتا کہ کچھ مقامی جرمنوں کے آباء اجداد ایشین ہیں اور یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ دنیا کی بہت سی قومیں اپنی زبان اور ثقافت کی بنا پر تقسیم ہوئی ہوئی ہیں۔لیکن سچائی یہ ہے کہ ان کی ثقافت اور زبان کی بنیادیں اکثر اوقات مشترکہ ہوتی ہیں۔

اگر ہم برصغیر پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کافی لمبے عرصہ تک بہت سی قومیں وہاں آکر آباد ہوئیں۔ اگر ہم صرف پاکستان کو دیکھیں تو ہمیں درجنوں قبائل اور ان میں بھائی چارہ کا نظام نظر آتا ہے۔ بہت عرصہ کے بعد یہ متفرق گروہ ایک قوم بن گئے۔

مَیں یہاں پر ان پاکستانیوں (احمدیوں) اور دنیا کی مختلف قومیتوں سے جرمنی میں آباد ہونے والوں کو ذکر کرنا چاہوں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ، ان کے بچے اور بچوں کے بچے رنگ اور قوم کے فرق کے بغیر اپنے آپ کو صحیح جرمن سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ان میں اکثر تیزی سے اپنے آپ کو جرمن طرز زندگی، روایات اور کھانے پینے کے طریق کے مطابق ڈھالتے ہیں۔ ان میں اکثر اس ملک کی حفاظت کے لیے جرمن مسلح فوج کا حصہ بنتے ہیں، جبکہ دوسرے قانون کی بالادستی کے لئے سول سروس کو اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اختیار کرتے ہیں۔ کچھ معاشرتی اداروں میں خدمات سرانجام دیتے ہیں، کچھ مختلف کاروباروں اور بزنس کا حصہ بن کر اس ملک کی اقتصادی ترقی میں ممد ومعاون ہوتے ہیں۔ یہاں آکر آباد ہونے والوں میں کچھ سائنسدان بن کر ملکی سائنسی ترقی میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ان تمام لوگوں کے ان کاموں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جرمنی کے محبّ الوطن ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اس قوم کا فعال حصہ ہیں۔ یہ سب اس تعلق کی وجہ سے ہے جو آپ لوگوں کا ان پاکستانی احمدیوں سے گزشتہ سالوں میں قائم ہوا ہے۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس روشن سوچ کو قائم رکھے اور آپ کی اس خوبی کو مزید بڑھائے۔ یہ خیال کبھی آپ کے ذہن میں نہ آئے کہ یہ مہاجرین فلاں فلاں ممالک سے آئے ہیں فلاں فلاں مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے یہ جرمن قوم کا حصہ نہیں بن سکتے۔ اگر یہ خیال پیدا ہوا تو پھر یہ معاشرہ میں بے چینی پیدا کرے گا۔ یاد رہے کہ ہمیشہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں اور شکوک وشبہات ہی ہوتے ہیں جو بڑے بڑے مسائل کو جنم دیتے ہیں۔ نہ صرف کچھ لوگوں اور گروہوں کو نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ پورے ملک کی ترقی میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور کبھی کوئی محبّ وطن جرمن اپنے ملک کی ترقی کو جس نے بے انتہا کوشش کر کے اس اعلیٰ معیار تک پہنچایا ہو خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔حقیقت میں جو اپنے ملک کا وفادار ہو وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ وہ احمدی جو یہاں آباد ہوئے ہیں وہ سب اس ملک سے پیار کرتے ہیں اور اس کی ترقی کے لیے سنجیدہ ہیں۔ ہر احمدی جو ہجرت کر کے یہاں آیا ہے اور اسے جرمنی نے قبول کرلیا ہے تو پھر نہ صرف یہ اس کا اخلاقی فرض ہے بلکہ مذہبی فریضہ بھی ہے کہ اس ملک کا وفادار اور مخلص رہے۔

یہ مغربی قوموں کی ایک خاص خوبی ہے کہ کچھ عرصہ سے مذہب کو سیاست اور حکومت سے الگ رکھتے ہیں۔ مذہب کو ایک انسان کا ذاتی معاملہ سمجھ کر علیحدہ کر دیا گیا ہے کہ یہ اس کا اور اس کے رب کا معاملہ ہے۔سیاست اور حکومت کو سیکولر بنادیا گیا ہے۔

اس کی وجہ شاید ماضی کے تلخ تجربات کا نتیجہ ہے جب چرچ اور حکومت میں کوئی علیحدگی نہیں تھی یا پھر شاید موجودہ زمانہ کے بعض شدت پسند مسلمان۔ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ مغرب بے چین اور خوف زدہ ہو جاتا ہے جب مذہبی تنظیموں یا اسلام کا نام سنتا ہے اور پھر بلا کچھ سوچے ایک منفی جواب دیا جاتا ہے۔ بعض مسلمان گروہوں کی کاروائیوں کی وجہ سے ایسے ردّعمل کی توقع کی جاسکتی ہے۔بعض مسلمان گروہوں نے اسلام کا نہایت خوفناک چہرہ دکھلایا ہے جس میں انتہا پسندی اور دہشت گردی نمایاں ہے۔

حقیقت میں یہ ایک ایسا اسلام ہے جو ان کی ایجاد ہے اور اس کا اصل اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے

اسلام سکھاتا ہے کہ ناانصافی کی بنا پر ایک انسان کا خون تمام انسانیت کا خون ہے۔ یہ اصول قرآن مجید کی سورۃ 5 آیت نمبر 34 میں بیان کیا گیا ہے۔مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدہ:33) ’’جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔‘‘

اس خوبصورت تعلیم کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ جو خودکشی کرتا ہے وہ سچا مومن نہیں ہوسکتا اور لازماً اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

ان تعلیمات کی روشنی میں جب آپ اسلامی تعلیمات کو جانچتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ دہشت گردی کا ہر واقعہ جس میں معصوم لوگوں کی جان جاتی ہے، چاہے وہ ذاتی مقاصد کے حصول کے لیے خودکش حملہ ہو، مکمل طور پر اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے ۔ایسے اقدامات دنیا میں فساد اور بدنظمی کو مزید بڑھا رہے ہیں۔ان دہشت گردی کے واقعات کی بناء پر دنیا میں ہزاروں بچے یتیم ہوئے، دوسری انتہا پر ہزاروں والدین کو اپنے بچے دفن کرنے پڑے۔ جبکہ ہزاروں عورتیں بیوہ ہوگئیں۔خودکش حملے مکمل طور پر مقامی اقتصادیات کو تباہ کر رہے ہیں اور جب اقتصادیات تباہ ہوتی ہیں تو اس کا نتیجہ بے چینی اور بدنظمی ہوتا ہے

یہاں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ زمانہ کی جنگی صورتحال، احترام انسانیت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مقامی شہریوں کی زندگیاں تباہ کررہی ہے۔ایسی جنگیں مقامی شہریوں کی زندگیوں کو تباہ کرتی ہیں جس نے نہ صرف ان جنگوں کی سفاکی ظاہر ہوتی ہے بلکہ مقامی اقتصادیات بھی تباہ ہو جاتی ہیں۔ پس احمدی مسلم ہونے کے ناطے ہم ہر قسم کی بدنظمی، فساد اور بلا وجہ خون بہانے کے خلاف ہیں۔ اسی طرح ہم حکومت کی مقامی شہریوں پر بلا امتیاز فائرنگ اور بم باری کے بھی خلاف ہیں جس سے بنیادی انسانی حقوق کی پامالی ہوتی ہے ۔اور نتیجۃً انسانی زندگیاں بلا کسی قصور کے تباہ ہوتی ہیں۔

جیسے کہ مَیں نے بتایا ہے کہ مغرب میں چرچ اور حکومت الگ الگ ہیں ۔ اس فرق کی جو بھی وجہ ہو لیکن اس کا نتیجہ مفید ہے اور حکومت کہیں زیادہ آسان طریق پر چلتی ہے۔مغربی حکومتوں کا یہ مثبت رویّہ اس سے بالکل متضاد ہے جو ہم اسلامی ممالک میں دیکھتے ہیں ۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ان میں مسلمانوں کا مذہب کی طرف زیادہ جھکاؤ ہے۔مسلمان حکومت اپنے شہریوں کے خلاف ظالمانہ طریق اپناتی ہیں وہ مختلف دہشت گرد گروہوں کی کاروائیاں بھی دیکھتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ان کے ظالمانہ کاروائیوں پر اعتراض کرنے کی بجائے وہ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ نتیجہ وہ اسلام کے خلاف سخت ردعمل دکھاتے ہیں۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام ساری دنیا کے لئے آفاقی مذہب ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اس کی تعلیمات ہر گوشہ ہائے زندگی چھوٹے اور معمولی معاملات سے لے کر اہم ترین معاملات اور عالمی معاملات تک احاطہ کرتی ہیں۔

قرآن مجید کا متن آج بھی غیر محرف ومبدّل ہے۔اس کا ایک حرف بھی تبدیل نہیں کیا گیا۔ اور اس کی گواہی بعض مستشرقین اور غیر مسلم تاریخ دانوں نے بھی دی۔

قرآن مجید ہمیں سکھاتا ہے کہ مذہب ہر انسان کا ذاتی فعل ہے جو وہ اپنے لیے اختیار کرتا ہے ۔ مذہب کو حکومتی معاملات سے الگ رکھنا چاہیے، مذہب کا فرق کسی ناانصافی کا باعث نہ بنے، ایک آیت میں قرآن مجید ہمیں سکھاتا ہے دین میں کوئی جبر نہیں۔آپ میں سے بعض اس بات سے آگاہ نہ ہوں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ یہودیوں اور دوسرے قبائل سے معاہدہ ہو چکا تھا اور فعال حکومت قائم ہوچکی تھی جس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حکومت کے سربراہ تسلیم کر لئے گئے تھے۔ مذہب اور حکومت کو علیحدہ رکھنے کی نصیحت ان حالات میں کی گئی تھی جب صحیح اور غلط میں امتیاز واضح ہو چکا تھا اور مسلمان اپنی تعلیمات کو سچا اور بے مثل یقین کرتے تھے۔ اس نصیحت کے ساتھ یہ بتایا گیا کہ یہ زبردست اسلامی تعلیمات پیار اور محبت سے پھیلیں گی نہ کہ زبردستی اور دوسروں سے ناانصافی سے پیش آکر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انصاف پسند حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ مذہبی معاملات کو حکومتی معاملات سے الگ رکھے اور ہر شہری کو اس کے حقوق دیے جائیں۔ یہ اصول ایسا مکمل اور شاندار ہے کہ ان سے بھی ہر ممکن انصاف کا سلوک کرو جو تم سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔اور جنہوں نے اس مخالفت کی وجہ سے تم پر مسلسل ظلم وستم ہی کیوں نہ کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۔ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْفَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۔ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء:136)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کے تائیدی گواہ بن جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہ حکومت چلانے کا بنیادی اصول ہے، مذہب کو اس میں دخل نہیں دینا چاہیے، مذہبی فرق کو انصاف کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننا چاہئے۔

یہ سب کچھ جان لینے کے بعد کیسے کوئی اسلام پر الزام لگا سکتا ہے کہ اس کی تعلیمات انصاف پر مبنی نہیں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی پڑھا لکھا انسان ان تعلیمات کو سمجھنے کے بعد غلط کہہ سکتا ہے۔ یقیناً یہ انسان کا حق ہے کہ ان مسلمان گروہوں کو جو اسلام کی اصل تعلیمات کی پیروی نہیں کرتے ، غلط خیال کرے۔ جو غلط کام کرتے ہیں ان کے کاموں کی مذمت کرنی چاہیے۔ چاہے وہ جس مذہب سے بھی تعلق رکھتے ہوں۔ یہ دنیا کے امن کے لیے بہت ضروری ہے تاکہ محبت اور پیار کی اقدار ترقی کرسکیں۔

اس مختصر وقت میں میرے لیے ممکن نہیں ہے کہ اسلام کی تمام حسین تعلیمات آپ کو بتا سکوں بلکہ میں آپ لوگوں سے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں درخواست کرتا ہوں کہ کبھی کہانی کا ایک رُخ دیکھ کر فیصلہ نہ کریں حقیقت میں اسلام کا صلی چہرہ دیکھیں جو احمدیہ جماعت نے دکھایا ہے۔ اسلام کا چہرہ جو ہم دکھاتے ہیں یہ کوئی نئی تعریف نہیں ہے۔ حقیقت میں ہمارا اسلام قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانیٔ اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق ہے ۔ ان تعلیمات پر آپ کو اپنے فیصلے کی بنیاد رکھنی چاہیے ہم ایمان رکھتے ہیں کہ احمدیہ جماعت کے بانی حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اس زمانہ کے مصلح ہیں اور مسیح موعود ہیں۔ جن کا تمام مذاہب اپنے صحیفوں کی پیشگوئیوں اور

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

تعلیمات کے مطابق انتظار کر رہے تھے۔آپ بندے اور خدا کے درمیان تعلق قائم کرنے آئے تھے۔اور انسانوں کو یہ باور کروانے آئے تھے کہ وہ دوسروں کے حقوق ادا کریں۔آپ اس دنیا کو امن کی جنت بنانے کے لیے تشریف لائے تھے۔

آپ علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا:۔

’’وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اسکو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کروں۔‘‘

(روحانی خزائن، جلد 20، لیکچر لاہور، صفحہ 180)

مذہبی نفرت نے ساری دنیا کو نگل لیا ہے۔خاص طور پر اس جدید دور میں بعض اسلام کے مخالفین، جیسے دوسرے مذاہب کے پیروکار، لا مذہب، دہریے، اسلامی تعلیمات پر غیر منصفانہ الزامات لگاتے ہیں۔اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام مخالفین کو جو اسلام کی تعلیمات پر الزام تراشی کرتے ہیں بالکل ساکت ولاجواب کر دیا ہے۔ایسا آپ نے اپنے عمل اور تحریرات کے ذریعہ کیا ہے۔جن میں آپ علیہ السلام نے اسلام کی حسین تعلیمات کا ذکر کیا ہے۔آپ علیہ السلام نے اپنی زندگی بھر کے کام سے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ آپ علیہ السلام کے ماننے والے اسلام کی سچی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ہم ان حسین تعلیمات کا خلاصہ اس اقتباس میں ملاحظہ کر سکتے ہیں جو مَیں نے ابھی بیان کیا ہے۔آپ علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا وہ کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ قرآن مجید سے اخذ کی گئی تعلیمات ہیں۔ان تعلیمات کو میں اب کچھ مزید بیان کروں گا۔

جب امیر صاحب احمدیہ مسلم جماعت جرمنی نے مجھ سے درخواست کی کہ مَیں آپ سے خطاب کروں تو انہوں نے جرمنی میں جاری اس مناظرہ کا بھی مجھ سے ذکر کیا کہ کیا اسلام جرمنی کے لئے ہے؟

یہ مناظرہ اسلام کے خلاف جرمنی میں اور دوسرے ممالک میں بہت ہی منفی ردعمل کا باعث بن رہا ہے۔جہاں تک اسلام کے خلاف منفی ردعمل کا تعلق ہے تو میں اس کے بارہ میں مختصراً بتا چکا ہوں کہ انسان کو جلد بازی میں نتیجے نہیں نکالنے چاہئیں اور فوراً کہانی کے ایک رخ کو سچا نہیں سمجھ لینا چاہئے۔کسی بھی مناظرہ کے لئے تحقیق و تفتیش انصاف کے ساتھ کرنی بہت ضروری ہے۔ آج کل جرمنی میں اسلام کے کردار پر ایک بہت ہی شدید مناظرہ ہو رہا ہے۔ایک سائیڈ پر بعض مسلمان ہیں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ اسلام جرمن کے لئے نہیں ہے۔اور دوسری سائیڈ پر کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ایک نہایت درجہ غلط اور بیزاری والا مناظرہ ہے۔جو صرف بحث برائے بحث کے لئے منعقد کیا جا رہا ہے۔اور اس کا نتیجہ بہت ہی منفی ہوگا یہ لوگوں کو نفرت اور بے چینی کے راستے پر لے جائے گا۔نہ اسلام اور نہ ہی بانیٔ اسلام نے کبھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ اسلام جرمنی کے لئے ہے یا کسی خاص قوم کے لئے یا کسی خاص براعظم کے لئے ہے۔اگر اسلام کسی خاص علاقہ کے لئے ہوتا تو صرف وہاں ہی اسلام کو پھیلانے کی تمام تر کوشش کی جاتی۔ اسلام کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کی تعلیمات مکمل ترین ہیں اور اس طرح یہ ہر زمانے کے انسان کو اپنے ربّ کو پوری طرح پہچاننے کے قابل بناتا ہے اس کی تعلیمات انسانوں کو اپنے رب کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کے اعلیٰ ترین معیاروں کی طرف لے کر جاتی ہیں اور اسکی بہترین مثال بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں خود قائم کر کے دکھائی۔ یہاں مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ مخالفین اسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نہایت منفی اور متعصّبانہ رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کا وحشیانہ تصور پیش کیا جاتا ہے۔بدقسمتی سے بعض مسلمان گروہوں نے اپنے ذاتی سفلی مقاصد کے لئے اسلام کا غلط تصور قائم کیا ہے۔وہ ایسا اس حقیقت کے باوجود کرتے ہیں کہ اسلام ہمیں معاشرہ میں رہنے اور حکومت چلانے کا ایسا طریق سکھلاتا ہے جہاں شہری کو اس کے پورے شہری حقوق دیے جائیں۔اس کا مکمل اظہار میثاق مدینہ کی شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اس وقت مدینہ کے ہر شہری نے مذہب کی آزادی سے فائدہ اٹھایا۔ہر کسی کو اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق مکمل آزادی تھی۔یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اس طرح کے سوالات اور مناظرہ سستی دنیاوی اور سیاسی شہرت حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ایسے مناظرے بے معنی ہیں اور میری رائے میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

بعض مقامی جرمن باشندے شاید پریشان ہیں کہ اسلام ان پر زبردستی نافذ کیا جائے گا۔جیسے مَیں نے پہلے بتایا ہے کہ اسلام کسی خاص علاقہ کے لئے نہیں ہے ہاں اسلام ایک دعویٰ کرتا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں واضح ملتا ہے اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست مخاطب کیا گیا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف: 159) ’’تو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں‘‘

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لیے بھیجے گئے تھے۔بلاشبہ جرمن دنیا کا حصہ ہے اور اس طرح ہمارا فرض ہے کہ اسلام کا پیغام اس ملک کے رہنے والوں تک بھی پہنچائیں پیار اور محبت کی روح کے ساتھ۔اس میں زبردستی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی اسلام کبھی طاقت سے پھیلا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر اب تک اسلام صرف تبلیغ کے ذریعہ پھیلا ہے۔یہ ایک بہت بڑا اور تاریخی مناظرہ ہے۔اس پر یہ وقت مجھے بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔ میں اس پر صرف یہی کہوں گا کہ یورپ میں ایک وقت سپین میں اسلامی حکومت تھی اور اس کے کئی وزراء اور عہدہ دار غیر مسلم بھی تھے یعنی عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔

اسلام کا اصل مطلب ہے پیار اور محبت۔اور یہ ہمارے مذہب کی اصل خوبصورتی ہے۔یہ وہ خوبصورتی ہے جسے احمدیہ مسلم جماعت ساری دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ایک اور خوبصورتی جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ ہر حال میں انصاف پر قائم رہو۔حتی کہ اپنے سخت دشمنوں کے ساتھ بھی۔یہ اصول ایسا ہے کہ کوئی عقل مند انسان اسے غلط نہیں کہہ سکتا اور یہ اس کے مطابق ہے کہ انسانی عقل مذہبی معاملات میں سختی اور انصاف کی کمی کو برداشت نہیں کرتی۔یہ دونوں باتیں اتنی واضح ہیں کہ یہ سوال کہ جرمن مزاج یا قانون اسلام کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں یا نہیں؟ بالکل فضول ہے۔

اس کے علاوہ جو مَیں نے بیان کیا ہے قرآن مجید کی لاتعداد آیات ہیں جو یہ سکھاتی ہیں کہ معاشرہ میں امن کیسے قائم کیا جائے۔اب مَیں قرآن مجید کی بعض مزید تعلیمات کا ذکر کروں گا تا کہ آپ اسلام کی روشن تعلیم کو سمجھ سکیں اور ہر امن پسند شہری اس کے خلاف کھڑا ہو سکے جو امن پسند مسلمانوں کے خلاف نفرت کی دیوار کھڑی کرتے ہیں۔ابتداء سے آخر تک قرآن مجید امن اور پیار کے پیغام سے بھرا ہوا ہے۔وقت کی کمی کے باعث میں آپ کو قرآن مجید کی سورۃ 17 میں سے بعض احکامات بتاتا ہوں۔

قرآن مجید ہمیں اپنے والدین سے محبت اور پیار کی تعلیم دیتا ہے۔سب سے پہلا رشتہ نوزائیدہ بچے کا اس کی ماں اور باپ سے ہوتا ہے۔اصل میں یہ رشتہ اس کی پیدائش سے بھی قبل قائم ہوتا ہے جب اسکی ماں اسے اپنے رحم میں 9 ماہ تک اٹھاتی ہے۔اس دور میں اس کی ماں سخت تکالیف خوشی کے ساتھ اٹھاتی ہے۔اسی طرح بچے کی پیدائش سے قبل ماں اپنے دل میں اس کا پیار موجزن پاتی ہے۔اس لئے یہ پدرانہ پیار ایسا پیار ہے جو بالکل خالص اور بے نفس ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ جو ہمارا رب ہے نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اس کی عبادت کے بعد انسان کے والدین اس کے بہترین سلوک کے حقدار ہیں۔اس لیے تمام معاملات میں ہمیں اپنے والدین سے پیار اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے۔ اس لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ اور تیرے ربّ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی تو انہیں اف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔

قرآن مجید مزید فرماتا ہے: وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل:25)۔ اور ان دونوں کیلئے عجز کا پَر جھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

کیا کوئی معاشرہ اس سنہری اصول کی مخالفت کر سکتا ہے؟ کیا کوئی قانون یہ کہہ سکتا ہے کہ تم اپنے والدین سے اچھا سلوک نہ کرو؟ ہرگز نہیں۔آپ جتنی مرضی تحقیق کر لیں آپ کبھی بھی کوئی ایسا انسانی قانون نہیں ڈھونڈ سکتے جو والدین کو یہ عزت و احترام دے سکے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انہیں عطا فرمایا ہے۔یہ اس لئے ہے تا ہم اس حقیقت کو سمجھ سکیں کہ پہلا سبق پیار محبت کا پنگھوڑے میں ملتا ہے۔اگر ترقی یافتہ ممالک کے لوگ اس حقیقت کو سمجھ جائیں تو بوڑھوں کی بے چینیاں ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مزید فرماتا ہے: وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا (بنی اسرائیل:27)۔ اور قرابت دار کو اس کا حق دے اور مسکین کو بھی اور مسافر کو بھی مگر فضول خرچی نہ کر۔

معاشرہ میں امن قائم کرنے کا دوسرا اصول ہے۔جب بچہ اپنے والدین کا گھر چھوڑتا ہے تو وہ اپنے قریبی دوستوں اور رشتہ داروں سے تعلق قائم کرتا ہے۔اس لیے یہ فرمایا کہ تم اپنے حقوق ادا کرو۔ایک وضاحت میں یہاں کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامی قانون کی بنیاد یہ ہے کہ دوسروں کے حقوق ادا کرو جبکہ سیکولر اور دنیاوی قوانین اجتماعی فائدے کے برعکس عام طور پر اپنی ذات کے فائدے اور اطمینان کے لئے بنائے جاتے ہیں۔جب کوئی صرف اپنے حقوق کا ہی خیال رکھے گا تو وہ بے انصافی کا مرتکب ہوگا اور جب وہ اپنے ذہن میں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے گا تو اس کے اندر قدرتی طور پر قربانی کی روح پیدا ہوگی۔سچ یہ ہے کہ قربانی کے لئے تیار رہنا ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو امن اور پیار کے پھیلاؤ کا باعث بن سکتا ہے۔جب ایک انسان قربانی کی روح دکھاتا ہے تو دوسرے گروہ کا دل بھی اس کے لئے نرم ہو جاتا ہے۔خلاصۃً یہ ایک آیت قرآنی ہمیں اپنے نزدیکی رشتہ داروں سے بہت نرمی اور ان کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔وہ آیت جس کی ابھی تلاوت کی ہے غریب اور ضرورت مندوں کے حقوق ادا کرنے پر بھی زور دیتی ہے۔ یہ اس طبقہ کے لوگ ہیں جو کمزور ہیں، محروم ہیں اور اپنے حقوق کے لئے نہیں لڑ سکتے۔ان کو بھی ان کے پورے حقوق دیئے جانے چاہئیں۔ جب آپ ایسے لوگوں کے حقوق ادا کرتے ہیں تو معاشرہ میں ہر سطح پر پیار کی روح قائم ہو جاتی ہے۔اور ایسا معاشرہ امن اور محبت کی ضمانت بن جاتا ہے۔اس کے بالمقابل جہاں محروموں کو ان کے حقوق ادا نہیں کیے جاتے اور ہر مشکل انہیں برداشت کرنی پڑتی ہے۔حتی کہ وہ اپنے روزمرہ کا خرچ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔اس سبب کی وجہ سے موت ان کے چہروں پر گھورتی ہوئی نظر آتی ہے۔ایسا ہونا بعید نہیں کہ بچے جب ایسی سختیاں اور محرومیاں جھیلتے ہیں تو مستقبل میں ایک دن اس ظلم کے خلاف ردّ عمل دکھاتے ہیں اور باغی ہو جاتے ہیں اور اس طرح معاشرے کے امن کو نقصان پہنچاتے ہیں۔اس لیے غریب اور محروم لوگوں کے لیے اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ ان کے مذہب اور قوم کے فرق سے بالاتر ہو کر انکا خیال رکھیں۔

اسی لئے صدقہ دینا اور اچھے کام کرنے کو اتنی اہمیت دی گئی ہے۔اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ جب تم ضرورت مند کی مدد کرو اور اس کا بدلہ نہ چاہو اور نہ یہ ظاہر کرو کہ تم نے ان پر بڑا احسان کیا ہے۔تم کو مالی قربانی اس طریق پر کرنی چاہیے کہ جب دایاں ہاتھ کوئی چیز دے تو بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے۔یہ آیت جس کی مَیں نے تلاوت کی ہے یہ بھی حکم دیتی ہے کہ مسافروں کا بھی خیال رکھو۔یہ بھی ایک بڑی اخلاقی خوبی اور انسانیت کی بڑی خدمت ہے کیونکہ ایسی مہربانی ذاتی قربانی چاہتی ہے۔ مثال کے طور پر اس لئے یہ تعلیم دی گی ہے کہ تم فضول خرچی نہ کرو اور نہ اپنی ذات کے آرام پر حد سے زیادہ خرچ کرو کہ تم دوسروں کے آرام سے غافل ہو جاؤ۔اگر تم فضول خرچ ہو تو تم معاشرے کا امن تباہ کرنے والے ہو۔اور تم خدا تعالیٰ کی نگاہ میں گناہ گار سمجھے جاؤ گے۔مسلم دنیا میں بے چینی اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اس حکم پر عمل نہیں کرتی۔امیر اور غریب کا فرق بڑھتا جا رہا ہے اور معاشرہ مزید polarise بنتا جا رہا ہے۔اگر اسلام کی اصل اور خوبصورت تعلیمات پر عمل کیا جائے تو اس بے چینی سے آسانی سے بچا جا سکتا ہے۔

اب مَیں بچوں کے حقوق کے بارہ میں بیان کروں گا۔یہ بھی قرآن مجید میں دلکش انداز میں قائم کیے گئے ہیں۔

بچوں کی اخلاقی تربیت اور تعلیم کی ذمہ داری سارے معاشرے اور ہر فرد پر ڈالی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيْرًا (بنی اسرائیل:32) اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ہم ہی ہیں جو انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ان کو قتل کرنا یقیناً بہت بڑی خطا ہے۔

والدین کی ذمہ داری ٹھہرائی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیمی اور اخلاقی تربیت کا انتظام کریں۔یہ ایک بڑی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی ہے۔اگر وہ اس ذمہ داری کو ادا نہ کر سکیں تو یہ ایسے ہی ہے گویا والدین نے اپنے بچوں کو قتل کر دیا۔بچے صرف اپنے والدین کی نسل قائم نہیں رکھتے بلکہ وہ قوم کا سرمایہ ہیں۔یقیناً وہ والدین کے ہاتھوں میں قوم کی امانت ہیں۔بچے کی مناسب تربیت اور تعلیم قوم کے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔اس لیے یہ ذمہ داری والدین پر ڈالی گئی ہے اور انہیں اپنی اولاد پر خرچ میں کنجوسی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی انہیں یہ بہانہ بنانا چاہیے کہ وہ بہت مصروف ہیں اور بچوں کی تربیت اور تعلیم کے لیے ٹائم نہیں نکال سکتے۔اگر والدین اس غفلت کے مرتکب ہوں گے تو قرآن مجید نے صاف واضح فرمایا ہے کہ ایسی غفلت اولاد کو قتل کرنے کے مترادف ہوگی۔ہر بچہ جو اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے اور مناسب ذہنی اور جسمانی قویٰ رکھتا ہے کہ اپنی قوم کا بہترین خادم بن سکے۔اگر ایسے بچے کو محدود وسائل کی بنا پر تعلیم سے محروم کیا جائے تو یہ اس کی صلاحیتوں کو اور اسے ضائع کرنے اور قتل کرنے کے مترادف ہوگا۔یہ صرف والدین کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ معاشرہ کی بھی ذمہ داری ہے اور اگر معاشرہ اس بچے کے حقوق پورے ادا نہیں کرتا تو وہ معاشرہ بھی اس بچے کے قتل کا ذمہ دار ہوگا۔دونوں والدین کی بھی جو بچے کو تربیت دینے کا مرکزی نقطہ ہیں اور معاشرہ کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ یہ فرض ادا کریں۔ حقیقت میں ترقی کرنے والے ممالک کا حقیقی سرمایہ اس کے بچے ہوتے ہیں۔اس لئے ان کے حقوق کی حفاظت کی جانی چاہیے۔اگر آپ اس میں ناکام رہتے ہیں تو بجائے اس کے کہ

بچے قوم کی کامیابی کا ذریعہ بنیں وہ اس کی تباہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ان کی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں اور ان کے قتل سے یہی مراد ہے۔ان کی موت کی اصل ذمہ داری والدین پر ہوگی اور پھر گورنمنٹ اور معاشرہ پر بھی ہوگی۔اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ سب سزا کے مستحق ہوں گے۔پس آپ دیکھتے ہیں کہ اسلام صرف وقت کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتا بلکہ مستقبل کی نسلوں کی ضروریات کی بھی حفاظت کرتا ہے۔یہ دنیا جو اپنے آپ کو غیر معمولی طور پر ترقی یافتہ خیال کرتی ہے شاید اب اس مرکزی نقطہ کو سمجھ چکی ہو لیکن 1400 سال پہلے اسلام نے اس نظریہ کو پوری قوت سے پیش کیا تھا۔اس لیے میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ اس بنیادی اسلامی تعلیم کی روشنی میں احمدیہ مسلم جماعت اپنے محدود وسائل کے باوجود احمدی اور غیر احمدی بچوں کو تعلیم کے مواقع مہیا کرتی ہے جن میں تعلیم حاصل کرنے کا جذبہ ہے اور یہ بچے پڑھ لکھ کر اپنے ملک کے لیے مفید وجود ثابت ہوتے ہیں۔

عام طور پر احمدی بچے جو جرمن میں رہ رہے ہیں تعلیم میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ہم ان کی اخلاقی تربیت کا بھی خیال رکھ رہے ہیں تاکہ وہ جرمنی کے مستقبل کی ترقی میں اہم کردار ادا کرسکیں۔اسی طرح احمدی طالب علم ہر ملک میں اپنے ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

قرآن مجید مزید فرماتا ہے:

ترجمہ: یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ اور اس کیساتھ کئے گئے عہد کو پورا کرو۔یقیناً عہد کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ (بنی اسرائیل:35)

یہ آیت یتیم بچوں کے بارہ میں ہے جو کہ معاشرہ کا ایک محروم حصہ ہیں۔اس لیے ان کی حفاظت اور ان کا خیال پورے معاشرہ کی ذمہ داری ہے۔اگر یتیم بچے کے والدین اپنے پیچھے بچے کے لیے جائیداد چھوڑتے ہیں تو معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ اس جائیداد کی حفاظت کرے یہاں تک کہ بچہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے۔اگر یتیم کے کفالت کرنے والے امیر ہوں تو وہ خود اس کی دیکھ بھال کا خرچ برداشت کریں اگر ان کے پاس اتنے پیسے نہیں تو یہ گورنمنٹ اور معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ یتیم کی دیکھ بھال کریں۔اگر یتیم کی وراثت کافی ہو اور کوئی دوسری صورت حال نہ ہو تو اس کی وراثت سے مناسب خرچ لیا جا سکتا ہے۔کفیل کو اس معاملہ میں غفلت نہیں کرنی چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ جب بچہ جوان ہو تو اس کی ساری جائیداد ضائع ہو چکی ہو۔اس لیے وراثت کی حفاظت کا قرآن کریم میں حکم ہے۔قرآن مجید مزید فرماتا ہے

جب یتیم بڑا ہو جائے تو اس کی ساری وراثت واپس کرو۔

یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے جو یتیم بچوں کے حقوق کی حفاظت کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ حقوق ادا کرو اگر ایسا نہیں کرو گے تو تم اس کے ذمہ دار ٹھہرائے جاؤ گے۔پھر قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہر قسم کے کاروبار میں ہر کسی کو مکمل دیانتداری اور صاف گوئی اختیار کرنی چاہئے۔ہمیں یہ سکھایا گیا ہے کہ اگر ہم بددیانتی سے کوئی روپیہ کماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی برکت سے خالی ہوگا اور معاشرہ میں فساد پھیلائے گا۔اس سلسلہ میں فرمایا:

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ۔ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (بنی اسرائیل۔ آیت 36) ۔اور جب تم ماپ کرو تو پورا ماپ کرو اور سیدھی ڈنڈی سے تولو۔یہ بات بہتر اور انجام کار سب سے اچھی ہے۔

مَیں ایک بار پھر کہوں گا کہ دنیا کے کاروبار اور صنعت میں دیانتداری معاشرہ میں کامیابی کا ذریعہ ہے اور امن کی ضمانت ہے۔یہ لوگوں کے درمیان اچھے تعلقات کی بھی ضمانت ہے۔پھر اللہ تعالیٰ ہماری توجہ اعلیٰ اخلاق دکھلانے کی طرف دلاتا ہے۔قرآن مجید میں آتا ہے: زمین میں اکڑ کر نہ چل! تو قامت میں پہاڑوں کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتا۔(بنی اسرائیل:38)

یہ آیت سکھلاتی ہے کہ بڑی اخلاقی خوبی عاجزی اور انکساری ہے۔ہمیں ہر قسم کے تکبر سے دور رہنا چاہیے، چاہے وہ علم کا تکبر ہو، دولت کا تکبر ہو، یا پھر قومیت یا حکومت کا تکبر ہو۔ہر قسم کا تکبر تمہیں ترقی سے سے روک دے گا۔انفرادی سطح پر ہمیشہ مشکل وقت انسان پر آجاتا ہے۔زندگی میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔امیروں میں بھی دولت کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔حکومتی سطح پر بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔جیسا کہ آج کل دنیا کی اقتصادی حالت ہے۔ایک وقت تھا کہ جب ایک حکومت یہ چیلنج کرتی تھی کہ اس کی اقتصادی قوت کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا تب اقتصادی بحران آگیا۔حتیٰ کہ کچھ سال بیشتر تک دنیا ایک بڑے اقتصادی بحران میں گری ہوئی تھی۔ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دنیا میں بہت سی آسمانی آفات آئے روز آتی رہتی ہیں۔جنگی تباہی نے مختلف ممالک کو نگل لیا ہے۔ان کا پورا infrastructure تباہ ہو گیا۔کچھ کہتے ہیں یہ آفات موسم کی تبدیلی کا نتیجہ ہیں یا ان کے پیچھے قدرتی اسباب ہیں۔بہت تھوڑے ہیں جو ان کی وجہ خدا تعالیٰ کی طاقت کو قرار دیتے ہیں۔جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے تکبر کو توڑنا چاہتا ہے جو اپنے آپ کو بالاتر سمجھتے ہیں تو پھر مختلف ذرائع سے وہ اپنا جلال ظاہر فرماتا ہے۔یہ واضح رہے کہ جو ملک بھی اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے وہ محفوظ نہیں ہے۔اس کی بجائے کہ دیکھا جاتا ہے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط۔دنیا کو اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرنی چاہیے اور یہی حفاظت ہے جو انسان کو انسانیت کی سچی راہ پر چلا سکتی ہے۔

اس مختصر وقت میں یہ کچھ پوائنٹس تھے جو مَیں نے بتائے ہیں پھر بھی کافی وقت لگ گیا ہے۔قرآن مجید سراسر دانائی اور رہنمائی سے پُر ہے۔وقت کی کمی کے باعث میں نے کچھ نکات بیان کیے ہیں اور انہوں نے آپ کا کافی وقت لے لیا ہے۔جس کے لئے مَیں معذرت خواہ ہوں۔آخر میں مَیں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ دنیا ایک گلوبل ویلج بن گئی ہے۔قومیں مسلسل ایک دوسرے کے ساتھ مل جل رہی ہیں۔اس لئے ہمیں انسانی اقدار کا معیار پیش کرنے کی طرف مسلسل توجہ دینی چاہئے اور ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننا چاہئے۔یہ میری دعا ہے کہ ہم سب ہمیشہ اس طرز پر سوچنے والے ہوں

مَیں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ سب یہاں تشریف لائے اور اس طرح اس مجلس کو رونق بخشی۔شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب پانچ بج کر دس منٹ تک جاری رہا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آخر پر ایک بار پھر سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

یونیورسٹی اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ نشست اور حضور انور کی ہدایات

آج پروگرام کے مطابق یونیورسٹیز اور کالجز میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک میٹنگ تھی۔آٹھ بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس پروگرام میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔پروگرام کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے اردو اور جرمن ترجمہ کے ساتھ ہوا۔بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"آپ لوگ یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہیں۔کل مَیں نے لڑکوں کو بھی کہا تھا کہ قرآنِ کریم ہمارے لئے ہر جگہ ایک رہنمائی ہے اور دنیا کی کوئی مذہبی کتاب سائنس کو اس طرح بیان نہیں کرتی جس طرح قرآن کریم اِسے بیان کرتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک پروفیسر Clement پنجاب میں آئے تھے اور مختلف سوال کئے اور پھر خود تسلیم کیا کہ جس طرح آپؑ جواب دے رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ سائنس اور مذہب میں آپس میں اختلاف نہیں ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہی تو میں بتا رہا ہوں کہ نہیں ہے۔کوئی اختلاف نہیں بلکہ سائنس مذہب کے تابع ہے، مذہب سائنس کے پیچھے چلنے والا نہیں ہے۔اس کے بعد وہ مسلمان ہوئے، احمدی بھی ہو گئے تھے۔وہ نیوزی لینڈ کے رہنے والے تھے۔جب میں وہاں گیا تھا تو ان کی قبر پر دعا بھی کرنے گیا تھا۔

اصل چیز یہ ہے کہ آپ لوگوں کو سائنس پڑھتے ہوئے یا کوئی بھی مضمون پڑھتے ہوئے کسی بھی قسم کا کوئی کامپلکس نہیں ہونا چاہئے۔حضور انور نے فرمایا یہاں مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ Law پڑھنے والی لڑکیاں 12.5 پرسنٹ ہیں اور medicine اور teaching میں صرف سات اور ساڑھے سات پرسنٹ ہیں۔حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو علم سب سے اچھے ہیں: علم الادیان اور علم الابدان۔کہ ایک دین کا علم اور ایک جسم کا علم۔

اب تلاوت بھی آپ نے سنی ہے اس میں بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی۔غور کرنے کے لئے وسیع میدان ہے۔Law ایک علم کی حد تک تو ٹھیک ہے یا پیسے کمانے کے لئے زیادہ ہو اور secretarial job مل جاتا ہو۔لیکن medicine اور teaching میں جانا چاہئے۔

لڑکیوں کو تو زیادہ تر medicine میں جانا چاہئے اور پھر economics بھی ٹھیک ہے، خالص سائنس بھی ٹھیک ہے۔journalism بھی اچھا ہے۔خالص سائنس میں صرف 9 پرسنٹ ہیں اور IT میں زیادہ ہیں۔ٹھیک ہے کیونکہ عام طور پر اس میں رجحان زیادہ ہے۔لیکن جو دوسرے مضامین ہیں وہ 32 پرسنٹ ہیں۔ان میں سے ہر مضمون میں 2 پرسنٹ ہیں۔

لڑکیوں کا زبانوں کی طرف بھی زیادہ رجحان ہونا چاہئے۔رجحان جو ہے اس میں زیادہ medicine کی کوشش کریں۔سب سے اچھی چیز یہ ہے، پھر teaching، پھر زبانیں ہیں، پھر journalism ہے اور law تو سب سے آخر پر رہنا چاہئے جس کو آپ نے سب سے اوپر رکھا ہوا ہے۔وہ بلکہ 2 پرسنٹ میں آنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔یہ رجحان پیدا ہوا ہے، ہماری طالبات سیمینارز بھی کرتی ہیں، ایک confidence بھی پیدا ہوا ہے۔نہیں تو پہلے کمپلیکس ہوتا تھا۔

امریکہ میں بڑا عرصہ کمپلیکس رہا۔اب گزشتہ ایک ڈیڑھ سال سے انہوں نے leaflatting شروع کی ہے، peace message دینا شروع کیا ہے، لوگوں نے ان کو encourage کیا، journalist ساتھ ملے۔بڑے بڑے اخباروں اور media نے coverage دی۔لوگوں نے ساتھ دیا، تب ان کو پتا چلا کہ اسلام کوئی ایسی چیز نہیں جس کو چھپایا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اپنے اپنے دائرہ میں مزید میدان کھولیں۔اب وہاں مثلاً ریسرچ ہو رہی ہے Cem میں، big bang کی explosion کی۔اس ٹیم میں ایک ہماری احمدی لڑکی بھی شامل ہے جو ریسرچ کر رہی ہیں۔پتہ نہیں یہاں آئی ہوئی ہیں یا نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اُن لڑکیوں کو سائنس میں بھی جانا چاہئے جن کا سائنس میں interest ہو۔لیکن ایسی چیز ہو جس سے دنیا کو فائدہ پہنچا سکیں۔وکیل تو کافی ہیں دنیا میں فائدہ پہنچانے والے، بلکہ نقصان پہنچانے والے۔

طالبات کے سوالات کے جوابات

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طالبات کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ جس نے کوئی سوال کرنا ہو وہ کرلے۔

❁......ایک طالبہ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے عرض کی کہ وہ فارمیسی پڑھ رہی ہیں اور پردے کی کچھ مشکلات بتائیں۔

حضور انور نے فرمایا: "عورتوں کو فارمیسی کرنی چاہئے۔یہ Medicine کی ایک لائن ہی ہے۔Hospitals میں فارمیسی کی بھی ضرورت پڑتی ہے...... باقی جگہوں پر بھی تو جاکر کام کرتی ہیں۔حجاب میں وہاں جاسکتی ہیں۔اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔مشکلات تو ہر جگہ ہیں۔اگر سکارف نہیں لینا تو نہ کام کریں۔اگر سکارف لے کر اجازت ہے تو پھر کریں...... فارمیسی پڑھ رہی ہیں۔اچھا subject ہے پڑھیں! اللہ فضل کرے۔"

❁......ایک طالبہ کے سوال پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"بات یہ ہے کہ اسلام میں جبر والی شادی کی تو اجازت ہی نہیں ہے۔شادی ہو جائے تو لڑکی کی مرضی سے شادی ہوگی۔زبردستی تو کوئی دلہن کا لباس نہیں پہنائے گا اور رخصت کردیگا۔اگر مرضی سے ہو رہی ہے تو اسلام میں اجازت ہے شادی سے پہلے جائز شرائط رکھنے کی۔اگر آپ پڑھ رہی ہیں تو شرط رکھ لیں کہ میں دو سال اپنے پڑھائی کے مکمل کروں گی اور اگر شک ہو زیادہ تو پہلے سے لکھوالیں کہ تم مجھے پڑھائی کرنے سے روکو گے نہیں۔Medicine کر رہی ہیں یا کوئی بھی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔پڑھنے کے لئے بتادیں کہ میں نے پڑھنا ہے۔خاص طور پر Medicine کے لئے تو ضرور پڑھنا چاہئے۔وقت نہیں ضائع کرنا چاہئے۔اگر دو تین سال رہتے ہیں، medical college میں جو بھی لڑکی ہے اس کو اپنے خاوند کو بتا دینا چاہئے کہ میں نے پڑھائی مکمل کرنی ہے۔اور بعض دفعہ ایسے حالات آتے ہیں کہ فیملی بن رہی ہے تو بعض دفعہ gap لے کر پھر اگلے سال continue کیا جاسکتا ہے۔"

❁......ایک طالبہ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جنیٹک انجینئرنگ کے بارہ میں سوال کیا۔

حضور انور نے فرمایا: "یہ جو کلوننگ وغیرہ ہے وہ نہیں کر سکتے۔کیونکہ اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں دخل اندازی ہے۔یہ ایک ایسا مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ انسان کلوننگ تک تو کرلے گا۔لیکن اس سے ایک فساد پیدا ہوگا اور عذاب آئے گا۔اور کچھ نہیں ہوگا۔اس لئے وہ نہ کرو۔باقی Genetic Engeneering انسانی فائدہ کے لئے کریں۔"

❁......ایک طالبہ نے سوال کیا کہ ہم یونیورسٹی میں جانور پر کام کرتے ہیں۔اس کے لئے جانور کو مارنا پڑتا ہے۔اس طرح ہم Guilty محسوس کرتے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انسان کو خدا تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔اس کی خاطر ہر چیز قربان ہوتی ہے۔جانور ذبح کرتے ہیں اور کھاتے ہیں۔مچھلی وغیرہ بھی کھائی جاتی ہے۔تو انسان کی خاطر ہر چیز قربان ہوتی ہے۔

نو بج کر 10 منٹ پر یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔نو بج کر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

〈باقی آئندہ〉 (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

مجلس انصاراللہ بھارت کا چونتیسویں سالانہ اجتماع

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

ہندوستان کی مجالس کے 504 نمائندگان کی شرکت

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیان کی مقدس بستی میں 22-23-24 اکتوبر 2011ء کو مجلس انصاراللہ بھارت کا چونتیسواں سالانہ اجتماع خیر وخوبی و کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ جس میں ہندوستان کی مجالس کے نمائندگان نے شرکت کی۔ الحمدللہ۔

اس اجتماع کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مکرم مولوی عبدالوکیل صاحب نیاز نائب ناظم وقف جدید نے بعنوان تنظیم انصاراللہ کی اغراض ومقاصد پر درس دیا۔ مسجد میں اجتماعی تلاوت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے مزار مبارک پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان نے دُعا کرائی۔ بعدازاں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے احاطہ میں رنگ اور بیڈمنٹن کے مقابلہ جات ہوئے اوّل، دوئم، سوئم آنے والوں کو موقعہ پر ہی انعامات تقسیم کئے گئے۔

افتتاحی اجلاس: ٹھیک دس بجے محترم ناظر اعلیٰ صاحب وامیر مقامی قادیان نے پرچم کشائی کی۔ بعدازاں آپ کی صدارت میں اجلاس کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عہد انصاراللہ اور نظم کے بعد محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے حضور انور کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا:

حضور انور نے انصار کو دُعا کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ قادیان کی پہچان ہی دُعا ہے۔ لہٰذا آپ سب جس پاک بستی میں جمع ہوئے ہیں سارے ہی دُعا میں لگ جائیں اور اپنی سجدہ گاہوں کو اپنے آنسوؤں سے تر کریں اور بارگاہ الٰہی میں کثرت سے گریہ وزاری کریں تا عرش الٰہی میں آپ کی آواز سنائی دے۔ ایسا کرنے سے آنے والی نئی پود میں اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ خدا تعالیٰ سب کو مقبول دُعاؤں کی توفیق دے آمین۔

بعدازاں رپورٹ کارگزاری مجلس انصاراللہ بھارت پیش کی گئی جس میں اول، دوم، سوم وخصوصی انعام کی حقدار مجالس کا اعلان کیا گیا۔

اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ بھارت نے خطاب فرمایا۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے چند پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے اراکین انصاراللہ کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خصوصی طور پر تبلیغ کے کام کو مزید تیز کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

بعدازاں محترم محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ نے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ بھارت کا قدم بھی ہر شعبے میں آگے بڑھ رہا ہے۔ فرمایا ابھی بھی ترقی کی کافی گنجائش موجود ہے۔ ہمارا معیار بہت بلند ہونا چاہئے۔ ہم نے حضور انور کی توقعات پر پورا اُترنے کی کوشش کرنی ہے۔ سات سو مجالس کی رپورٹیں موصول ہونا بہت بڑی بات ہے۔

آپ نے فرمایا حضور انور نے تینوں ذیلی مجالس کو پیغامات بھجوائے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ جنگ وقتال کا دور نہیں ہے بلکہ امن، صبر، دُعا کا دور ہے سارے کام دُعا سے ہوں گے لہٰذا دُعاؤں پر زور دیں۔ اجتماعی دُعا کے ساتھ یہ پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

مقابلہ حُسن قرأت پرانی مجلس: مورخہ 22 اکتوبر کو ہی دن کے 11 بجے جلسہ گاہ میں مکرم مولوی مخدوم شریف صاحب ناظر نشر واشاعت وصدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیر صدارت حسن قرأت کا مقابلہ ہوا اس موقعہ پر اوّل دوم وسوم آنے والے انصار اراکین کو محترم صدر جلسہ نے موقعہ پر انعامات تقسیم کئے۔ نماز ظہر وعصر باجماعت تمام مساجد میں ادا کی گئی بعدہ مہمانان کرام کو دوپہر کا کھانا کھلایا گیا۔

ورزشی مقابلہ جات: تین بجے کے بعد احمدیہ گراؤنڈ میں مختلف ورزشی مقابلہ جات کرائے گئے۔ ٹھیک ساڑھے چھ بجے نماز مغرب وعشاء اور رات کے کھانے کے بعد جلسہ گاہ میں علمی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

علمی مقابلہ جات پرانی مجالس: رات 8 بجے اجتماع گاہ میں نظم خوانی کا مقابلہ مکرم اورنگ زیب صاحب ناظم مجلس انصاراللہ یوپی زون کی صدارت میں منعقد ہوا۔ پوزیشن حاصل کرنے والے انصار اراکین کے درمیان صدر جلسہ نے موقعہ پر ہی انعامات تقسیم فرمائے۔

اس کے بعد مقابلہ تقاریر مکرم حمید احمد صاحب غوری ناظم مجلس انصاراللہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں انصار نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دُعا کے ساتھ یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرا دن: مورخہ 23 اکتوبر کو مسجد اقصیٰ میں مکرم ومحترم قاری نواب احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ بھارت کی زیر صدارت اجلاس کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد پہلی تقریر مکرم محمد سلطان غوری صاحب زونل امیر نارتھ زون کرناٹک کی ہوئی آپ نے اپنی تقریر میں تبلیغی ایمان افروز واقعات بیان کئے بعدہ مکرم شعیب احمد صاحب ناظر بیت المال خرچ و نائب صدر صف دوئم نے واقفین زندگی کی ذمہ داریاں کے عنوان سے تقریر کی۔ آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ کی کاروائی کا اختتام ہوا۔ 12 بجے مسجد میں ہی چہل حدیث وحفظ قصیدہ کا مقابلہ ہوا۔ اور اوّل، دوم، سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اجتماعی دعوت: ٹھیک 2 بجے تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان میں تمام انصار اور جملہ مہمانان کرام کی اجتماعی دعوت ہوئی۔

ورزشی مقابلہ جات: بعدہ احمدیہ گراؤنڈ میں مختلف جماعتوں کی والی بال ٹیموں کے مابین والی بال کا مقابلہ ہوا نیز میوزیکل چیئر کا مقابلہ کیا گیا۔

علمی مقابلہ جات نئی مجالس: ٹھیک 8 بجے رات کو جلسہ گاہ میں نئی مجالس سے آئے ہوئے انصار اراکین کے علمی مقابلہ جات کرائے گئے۔

حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور خطاب:

آخیر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ فرمودہ 7 اکتوبر 2011 بمقام ہمبرگ جرمنی سنایا گیا۔

تیسرا دن: **پہلا اجلاس:** مورخہ 24 اکتوبر بروز سوموار ساڑھے نو بجے مسجد اقصیٰ میں محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی زیر صدارت اجلاس کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب نے بعنوان ''حفظان صحت''۔ گلا، کان، ناک وغیرہ کے تعلق سے انصار بھائیوں کی ضروری اُمور کی طرف راہنمائی کی۔

کوئز خطبات جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پروگرام ہوا اس میں چھ ٹیمیں شامل ہوئیں۔

اختتامی تقریب تقسیم انعامات و دُعا:

مورخہ 24.10.11 بعد نماز مغرب وعشاء ٹھیک ساڑھے سات بجے اجتماع گاہ میں محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر جماعت کی صدارت میں اختتامی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید نظم عہد مجلس انصاراللہ، نظم کے بعد مجلس انصاراللہ بھارت کی ویب سائٹ کا افتتاح عمل میں آیا جو محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے فرمایا۔

صدر جلسہ محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ نے اپنے خطاب میں فرمایا حضور انور کے خطبات خطابات کو سننا اور اُن پر عمل کرنا ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔

تقسیم انعامات: خطاب کے بعد محترم ناظر صاحب اعلیٰ وامیر جماعت نے ازراہ شفقت حسن کارکردگی میں پہلی دس پوزیشن حاصل کرنے والی مجالس کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دستخط شدہ سندات دیں۔ اس موقعہ پر دینی نصاب میں اول، دوم وسوم آنے والے اراکین میں بھی انعامات تقسیم کئے گئے۔

شہری مجالس میں قادیان حسن کارکردگی میں اوّل آیا جبکہ پالگھاٹ کیرالہ دوئم۔ بنگلور سوئم کلکتہ چہارم سکندرآباد پنجم پوزیشن میں رہا۔ جبکہ دیہاتی مجالس میں چیلہ کر، کیرالہ اوّل کیرنگ دوم ایراپورم سوم۔ نئی مجالس میں گھڑ کا اوّل ملاں والی پنجاب دوم آیا اور اسرانہ ہریانہ سوم رہی۔

دُعا کے ساتھ یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اجتماع ہر لحاظ سے کامیاب وکامران رہا۔ میڈیا کے نمائندگان نے بھی شرکت کی اور اجتماع کے تینوں دنوں کی خبریں شائع کیں۔

احباب نے پورے ذوق وشوق سے اجتماع کے پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے بہترین نتائج برآمد کرے اور ہر لحاظ سے ہم سب کے لئے بے شمار افضال اور رحمتوں کا باعث بنے۔ آمین

(محمد یوسف انور، منتظم رپورٹنگ)

یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی۔۔ چوہدری محمد علی مضطر عارفی

جاگ اے شرمسار ! آدھی رات — اپنی بگڑی سنوار آدھی رات
یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی — باخبر ، ہوشیار ! آدھی رات
وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں — کبھی اس کو پکار آدھی رات
اس کے دربارِ عالم میں جا بیٹھ — سب لبادے اُتار آدھی رات
دو گھڑی عرض مدّعا کرلے — وقت ہے سازگار آدھی رات
بابِ رحمت کو کھٹکھٹانے دے — میرے پروردِگار ! آدھی رات
شدّتِ غم میں کچھ کمی کر دے — اب تو اے غمگسار ! آدھی رات
کھلتے کھلتے کھلے گا بابِ قبول — عرض کر بار بار آدھی رات
اپنے داتا کے در پہ آیا ہے — ایک اُمیدوار آدھی رات
ہوش و صبر و قرار کا دامن — ہوگیا تار تار آدھی رات
میری فریاد کا جواب تو دے — بول اے کِردگار ! آدھی رات

کس لئے بے قرار ہے مضطؔر۔ کس کا ہے انتظار آدھی رات

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 24 Nov 2011 Issue No.47

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 40 Pounds or 60 U.S. $
: 45 Euro
:65 Canadian Dollar

آنحضرت ﷺ کو نمازوں کے ضائع ہونے کا اس قدر خیال رہتا تھا کہ آپ نے دشمنوں کو بُرا کہا

ایسے بے وقوف بھی اسلام پر اعتراض کرتے ہیں جن کو ابھی تک قضا کے معنی بھی معلوم نہیں جو شخص لفظوں کو بھی اپنے محل پر استعمال نہیں کر سکتا وہ نادان کب یہ لیاقت رکھتا ہے کہ امور دقیقہ پر نکتہ چینی کر سکے

ہمارے ادارے یہ خیال رکھیں کہ جب کوئی بات خلیفہ وقت کی طرف منسوب ہو تو ان حوالوں کی تحقیق کر لیا کریں۔

بعض اہم شخصیات کی وفات پر ان کا ذکر خیر

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18/نومبر 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ گزشتہ جمعہ میں نے ایک روایت حدیث کی بیان کی تھی کہ جنگ احزاب میں ایک دن ایسا آیا کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کو پانچوں نمازیں دشمن کے لگاتار حملے کی وجہ سے جمع کر کے پڑھنی پڑیں۔ اس پر ہمارے عربی ڈیسک کے نعیم صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک حوالہ بھجوایا جو اس روایت کی نفی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اس زمانے کے امام ہیں۔ بلکہ بعض روایات کے بارہ میں آپ نے آنحضرتؐ سے خود تصدیق لی۔ اس روایت کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض احادیث میں چار نمازوں کا ذکر ہے۔ بعض روایات میں صرف عصر کی نماز مغرب کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے۔ سنن ترمذی کتاب الصلوۃ میں درج ہے کہ جہاں تک چار نمازیں جمع کرنے کا سوال ہے وہ جنگ خندق کے روز کا واقعہ ہے اور یہ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء ہیں لیکن صحیح بخاری، مسلم، ابوداؤد میں حضرت علیؓ کے حوالے سے حدیث اس طرح ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں خندق کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہمیں نماز سے روکا۔ اور سورج غروب ہو گیا۔

حضور انور نے فرمایا بہرحال جو بات میں بتانا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو نمازوں کے ضائع ہونے کا اس قدر خیال رہتا تھا کہ آپ نے دشمنوں کو بُرا کہا۔ صحیح بخاری میں حضرت عمر سے روایت درج ہے اور علامہ حجر عسقلانی نے بخاری کی شرح فتح الباری میں لکھا ہے کہ وہ نماز جس سے نبی کریمؐ کو روکا گیا تھا وہ ایک نماز تھی۔ زمانے کے امام اور حکم حضرت مسیح موعودؑ نے پادری فتح مسیح کے اعتراضات کے ضمن میں یعنی یہ اعتراض کہ آنحضرتؐ نے چار نمازیں نہیں پڑھیں اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

''اور آپ کا یہ شیطانی وسوسہ کہ خندق کھودنے کے وقت چاروں نمازیں قضا کی گئیں اول آپ لوگوں کی علمیت تو یہ ہے کہ قضا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اے نادان قضا نماز ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ ترک نماز کا نام قضا ہرگز نہیں ہوتا۔ اگر کسی کی نماز ترک ہو جاوے تو اس کا نام فوت ہے اسی لئے ہم نے **پانچ ہزار روپے کا اشتہار دیا تھا** کہ ایسے بے وقوف بھی اسلام پر اعتراض کرتے ہیں جن کو ابھی تک قضا کے معنی بھی معلوم نہیں جو شخص لفظوں کو بھی اپنے محل پر استعمال نہیں کر سکتا وہ نادان کب یہ لیاقت رکھتا ہے کہ امور دقیقہ پر نکتہ چینی کر سکے۔ باقی رہا یہ کہ خندق کھودنے کے وقت چار نمازیں جمع کی گئیں اس احمقانہ وسوسہ کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین میں حرج نہیں ہے یعنی ایسی سختی نہیں جو انسان کی تباہی کا موجب ہو اس لئے اس نے ضرورتوں کے وقت اور بلاؤں کی حالت میں نمازوں کے جمع کرنے اور قصر کرنے کا حکم دیا ہے مگر اس مقام میں ہماری کسی معتبر حدیث میں چار جمع کرنے کا ذکر نہیں بلکہ **فتح الباری شرح صحیح بخاری** میں لکھا ہے کہ واقعہ صرف یہ ہوا تھا کہ ایک نماز یعنی صلوۃ العصر معمول سے تنگ وقت میں ادا کی گئی۔ اگر آپ اس وقت ہمارے سامنے ہوتے تو ہم آپ کو ذرا بٹھا کر پوچھتے کہ کیا یہ **متفق علیہ** روایت ہے کہ چار نمازیں فوت ہو گئی تھیں۔ چار نمازیں تو خود شرع کی رو سے جمع ہو سکتی ہیں یعنی ظہر اور عصر۔ اور مغرب اور عشاء۔ ہاں ایک روایت ضعیف میں ہے کہ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اکٹھی کر کے پڑھی گئی تھیں لیکن دوسری **صحیح حدیثیں** اس کو رد کرتی ہیں اور صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ عصر تنگ وقت میں پڑھی گئی تھی۔''

(بحوالہ نور القرآن حصہ دوئم صفحہ 389 روحانی خزائن جلد نمبر 9)

حضور انور نے فرمایا اس روایت کے پڑھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ ہمارے لٹریچر میں اس کی درستی ہو جائے گی۔ حضور انور نے حوالہ جات کے متعلق اصولی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے ادارے یہ خیال رکھیں کہ جب کوئی بات خلیفہ وقت کی طرف منسوب ہو تو ان حوالوں کی تحقیق کر لیا کریں۔

اس کے بعد حضور انور نے چند بزرگان کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صاحبہ گزشتہ دنوں وفات ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر بیاسی سال تھی۔ آپ آخری وقت تک Active تھیں۔ مرحومہ بہت ہنس مکھ، خوش مزاج، دوسروں کے جذبات کا خیال رکھنے والی تھیں۔ 1929 میں سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت مصلح موعودؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ والدہ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ساڑھے تین سال کی تھی۔ میری والدہ بتایا کرتی تھیں کہ حضرت مصلح موعود نے ہماری خالہ کو ام ناصر کے سپرد کر دیا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے میری والدہ کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ ان کا خیال رکھنا۔ میری والدہ کی شادی کے وقت ان کی عمر 9 سال ہو گی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ربوہ میں جو گھر اپنے بچوں کو بنا کر دیئے تو ہماری والدہ صاحبہ اور خالہ کو ہمیشہ ہنستے اور خوش دلی سے بڑے چھوٹے سے ملتے دیکھا۔ ان کے میاں مکرم پیر معین الدین صاحب ابن پیر اکبر علی صاحب تھے۔ آپ کی ڈانٹ میں بھی پیار ہوتا تھا۔ اکثر نصیحت فرماتیں تو ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت اماں جانؓ اور حضرت مصلح موعودؓ کے واقعات سنایا کرتیں۔

خاندان کی بچیوں کو ان کے وقار کے متعلق سمجھاتیں۔ خلافت کے بعد آپ کا تعلق مجھ سے غیر معمولی بڑھ گیا۔ خلافت کا پاس انتہا درجہ کا تھا۔ آپ اکثر یہ نصیحت فرماتیں کہ اگر بیوی کو سمجھانا ہو تو بیٹے کو نصیحت کرنی چاہیئے اور اگر داماد کو سمجھانا ہو تو بیٹی کو سمجھانا چاہیئے حضرت اماں جانؓ کے بہت سے واقعات اور روایات آپ کو یاد تھیں۔ غریب لڑکیوں کی شادی میں ضرور شریک ہوا کرتیں۔ آپ کے دل میں خلافت کے بارے میں ایک فطری جذبہ تھا۔ بطور ماں اور ساس اور بیوی کے آپ کا نمونہ نہایت اعلیٰ تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے متعلق بہت اچھے الفاظ میں ذکر خیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت نصیب فرمائے اور آپ کے پسماندگان اور تمام خاندان حضرت مسیح موعودؑ کو حضرت مصلح موعودؓ کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے چند اور بزرگان سلسلہ، مولانا عبد الوہاب صاحب مربی سلسلہ، مکرم عبد القدیر فیاض چانڈیو مربی سلسلہ اور مکرم منیر احمد صاحب آف کراچی کی وفات کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

اخبار بدر کی توسیع

''سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی مایہ ناز یادگار اخبار بدر قادیان کی توسیع اشاعت کے تعلق سے ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی ہدایات وارشادات سے نوازا ہے۔ عہدیداران و احباب جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے کہ ہفت روزہ بدر کا مطالعہ اپنے لئے لازم کر دیں۔ نیز دوسروں کو بھی مطالعہ کرنے کی تحریک کریں اور اس کا خود بھی خریدار بنیں اور دوسروں کو بھی بنائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت فل ٹائم منیجر بدر کیلئے مکرم مولوی محمد ایوب ساجد صاحب کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ موصوف سے رابطہ کیلئے موبائل فون نمبر نوٹ فرمالیں۔ **09876376441**
نمائندگان بدر بھی موصوف سے رابطہ کر کے رپورٹ دیتے رہیں۔ جزاکم اللہ۔ (صدر نگران بورڈ بدر)